عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۱۰، شمارہ نمبر ۱۷

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

کہوٹہ ایٹمی پلانٹ اور قادیانی

شان والا نواسہؓ شان والے نانا کی نظر میں

خطیب الامت، سلطان المتکلمین، سید الاحرار

امیرِ شریعت حضرت مولانا

سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ

قادیانی کشمیر کے مجرم اعظم ہیں

فرقان بٹالین کیا ہے

تاریخ کے حوالے سے ایک سرسری جائزہ

ٹیلی ویژن کی لعنت

اسلامی و غیر اسلامی تصورِ جنگ

نعت

اِک ابتدا ہیں مُصطفےٰؐ اِک انتہا ہیں مُصطفےٰؐ
سب سے بزرگ و محترم بعدِ خُدا ہیں مُصطفےٰؐ

رازِ شبِ اسریٰ کھلا، پہنچے وہ تا عرشِ عُلیٰ،
پیشِ خُدائے لم یزل، جلوہ نما ہیں مُصطفےٰؐ

دشمن پہ بھی لُطف و کرم، اپنوں بھی ہے اعتنا
اس میں کوئی شک ہی نہیں بحرِ سخا ہیں مُصطفےٰؐ

نوعِ بشر مسرُور ہے اب گمرہی سے دُور ہے
نوعِ بشر کے حشر تک اب رہنما ہیں مُصطفےٰؐ

دانائے رازِ کُن فکاں، دارائے اقلیمِ جناں
ہم عاصیوں کے مہرباں، صلِّ علیٰ ہیں مُصطفےٰؐ

اُن کی پیامی آرزو، اُن کی تمنّا، جستجو۔!
کیا ہو دُعا اس کے سوا، بس مُدّعا ہیں مُصطفےٰؐ

پیامی، مُرادآبادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

جلد نمبر ۱۰ | ۱۷ تا ۲۳ ربیع اول ۱۴۱۲ھ بمطابق ۲۷ ستمبر تا ۳ اکتوبر ۱۹۹۱ء شمسی | شمارہ نمبر ۱۷

مدیر مسئول ـــ عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱:۔ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ـــــــ ۴
۲:۔ عکرانو! بڑوں کی ماں کو مارو (اداریہ) ـــــــ ۵
۳:۔ شان والا نواز شان والے نانا کی نظر میں ـــــــ ۶
۴:۔ اسلامی وغیر اسلامی تصور جنگ ـــــــ ۷
۵:۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ ـــــــ ۱۰
۶:۔ قرآن کا موضوع دعوت و ہدایت ـــــــ ۱۲
۷:۔ کمپوٹر پر امریکی حملہ کا کام ـــــــ ۱۴
۸:۔ امر عاصر ـــــــ ۱۶
۹:۔ نبیل و نیزان کی لعنت ـــــــ ۱۷
۱۰:۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ـــــــ ۱۸
۱۱:۔ قادیانی کشمیر کے مجرم اعظم ہیں ـــــــ ۱۹
۱۲:۔ ریاض سعودی عربیہ میں کشمیر کانفرنس ـــــــ ۲۲
۱۳:۔ یہ ہے قادیانی مذہب (قسط نمبر ۳) ـــــــ ۲۳
۱۴:۔ ختم نبوت کانفرنس اتحاد ٹاؤن کراچی ـــــــ ۲۴
۱۵:۔ دہشت گرد تنظیم ـــــــ ۲۶
۱۶:۔ جنت میں گھر بنائیں ـــــــ ۲۸

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان

سرکولیشن منیجر

محمد انور

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
قانونی مشیر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ ۔ پاکستان
فون نمبر 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۳۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۳۵ ڈالر
چیک ڈرافٹ بنام "ہفت روزہ ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۴۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

پبلشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا ۔ طابع: سید شاہد حسن ۔ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ۔ مقام اشاعت: ۱۳ بزرٹہ لائن کراچی

گیارھویں سالانہ کُل پاکستان

۲ روزہ ختمِ نبوتؐ کانفرنس

مُسلم کالونی
صدیق آباد
ربوہ (crossed out)

۱۷/۱۸ اکتوبر ۱۹۹۱ء بروز جمعرات، جمعہ شب و روز

زیرِ صدارت: امیر مرکزیہ مخدوم المشائخ حضرت مولانا

خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی

جس میں ملک بھر کے علماء مشائخ، تمام مکاتب فکر کے زعماء خطاب فرمائیں گے۔ شمعِ رسالتؐ کے پروانوں سے بھرپور شرکت کی استدعا ہے

شعبۂ نشر و اشاعت: **عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت** (صدر دفتر ملتان پاکستان)

رابطے کے لیے، ملتان فون نمبر 40978 ـ ربوہ فون نمبر 966

حکمرانو! بُروں کو نہیں بُروں کی ماں کو مارو

ملک میں دہشت گردی، تخریب کاری، اغوا برائے تاوان، راہزنی، چوری اور آبروریزی کے واقعات میں اس حد تک اضافہ ہو چکا ہے کہ پاکستان کے غریب عوام یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ اب تو پنجاب کے عوام بھی خود کو غیر محفوظ تصور کرنے لگے ہیں۔ وہاں پر بعض مقامات پر "ٹھیکری پہرہ" کا انتظام کیا گیا لیکن دہشت گرد آئے اور ٹھیکری پہرہ پر متعین تین افراد کو قتل کر کے چلے گئے۔ ہمارے حکمران اس قسم کے واقعات کو ہمیشہ اپنے سیاسی مخالفین کے سر منڈھتے ہیں۔ ہم اگرچہ سیاسی نہیں اس لیے ہم کسی سیاسی جماعت کی صفائی بھی نہیں دیتے تاہم اتنا ضرور جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں ایک ایسی سیاسی جماعت بھی موجود ہے جس نے مذہب کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے، جس نے خلافت کا نظام قائم کر رکھا ہے اور وزارت کی طرز پر نظارت کے نام سے مختلف شعبے قائم کر رکھے ہیں۔ فرقان بٹالین کے نام سے فوجی نظام بھی قائم ہے جس کا نام "خدام الاحمدیہ" ہے جس میں:

۱۔ تمام نوجوان شامل ہیں اور ہر شہر میں اس کی شاخیں قائم ہیں۔

۲۔ جس طرح فوج کے مختلف شعبے ہوتے ہیں۔ اسی طرح اس کے بھی مختلف شعبے ہیں۔

۳۔ ایک ایسا شعبہ ہے جو صرف اسلحہ کا ماہر ہے جس میں زیادہ تر وہ قادیانی فوجی شامل ہیں جو ریٹائرڈ ہیں اور وہ غیر تربیت یافتہ نوجوانوں کو تربیت دیتے ہیں۔

۴۔ چھوٹے ہتھیاروں کی تربیت کا مرکز نام نہاد اسرائیل یعنی ربوہ ہے، جبکہ بڑے اور خطرناک ہتھیاروں کی تربیت یہودیوں کی نام نہاد سلطنت اسرائیل، مغربی جرمنی، اور بھارت میں دلائی جاتی ہے۔ ان ملکوں میں ہزاروں قادیانی نوجوان بھیجے گئے۔ بھارت میں ان کا مرکز ہے اور اسرائیل میں باقاعدہ مشن بھی ہے اور یہ وہاں فوج میں بھی موجود ہیں۔

۵۔ ایک شعبہ جاسوسی ہے جو صرف اندرون ملک اہم شخصیتوں کے نام پتے اور ان کی سرگرمیوں سے آگاہ کرتا ہے بلکہ ان کے قتل کے منصوبے بناتا ہے اور مرکزی شعبہ کو ان کے قتل کا طریقہ کار بتاتا ہے۔ شعبہ جاسوسی کا تعلق بھارت سے بھی ہے جو یہاں کے راز وہاں پہنچاتا ہے۔

۶۔ افواہ سازی، یہ بھی ایک شعبہ ہے جس کا کام افواہیں پھیلانا اور عوام کو پریشان کرنا ہے۔ چنانچہ حکومت نے گذشتہ دنوں اشتہارات اور بیانات کے ذریعے عوام کو خبردار کیا تھا کہ وہ افواہوں پر کان نہ دھریں۔

۷۔ خوف، تخریب کاری اور دہشت پھیلانا۔ یہ ایک اہم شعبہ ہے جو بہت زیادہ سرگرم عمل ہے۔ اس وقت ملک میں جہاں کہیں بھی دہشت گردی کے واقعات ہوئے ہیں ان میں یہی شعبہ ملوث ہے۔ لیکن یہ گرفت میں نہیں آتا اس انداز میں تخریب کاری یا دہشت گردی کرتا ہے کہ واردات کے بعد بھاگ جانے میں کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔ یہ دہشت گردی زیادہ تر ان علاقوں میں کی جاتی ہے جہاں اہم عہدوں پر قادیانی افسر متعین ہوں۔ اگر کوئی گرفتار ہو بھی جائے تو ہر قادیانی دہشت گرد اور تخریب کار کے پاس ایک مخصوص قسم کی انگوٹھی ہوتی ہے جس ہاتھ میں انگوٹھی ہوتی ہے وہ ہاتھ تفتیشی ٹیم یا قادیانی افسر کے سامنے کر دیا جاتا ہے جسے دیکھ کر وہ قادیانی افسر اسے چھوڑ دیتا ہے۔

۸۔ قادیانی فورس کا ایک شعبہ تیراکی کا ہے۔ اس شعبے کا کام ریلوے لائینوں اور سڑکوں کے پلوں کو تباہ کرنا ہے۔ اگر گرفتاری کا خطرہ ہو تو تخریب کار فوراً دریا یا بڑی نہروں میں کود کر دوسری طرف پہنچ جاتا ہے جہاں اسے بھگانے کے لیے گاڑی یا موٹر سائیکل موجود ہوتی ہے جو اسے منزل مقصود پر پہنچا دے گی۔

۹۔ غلیل بازی۔ قادیانی فورس میں ایک یونٹ غلیل بازوں کا ہے جس نے غلیل کے ذریعے نشانہ بازی کی تربیت حاصل کی ہوئی ہے۔ یہ ماہر نشانہ باز بنائے جاتے ہیں اور زیادہ تر آنکھوں کا نشانہ لیتے ہیں۔

۱۰۔ اس فورس کا ایک گھوڑ دوڑ دستہ ہے اور ایک دستہ منوں بوجھ لاد کر پیدل دوڑ لگانے والوں کا ہے۔ نوجوان لڑکیوں کی فورس الگ ہے جس کا کام اور مقصد یہ ہے کہ اگر جنگ کی نوبت آجائے تو وہ قادیانی نوجوانوں کے جذبات کی تسکین کا باعث بھی بنیں اور انہیں لڑنے کے لیے غیرت دلائیں۔

قادیانیوں کے دوسرے پیشوا آنجہانی مرزا محمود نے جہاں اکھنڈ بھارت کی پیشگوئی کی اور اس کے لیے باقاعدہ جدوجہد کرنے کی تلقین کی وہاں اس نے یہ بھی کہا تھا کہ ہمیں پوری دنیا کا چارج سنبھالنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ ان حالات میں ہماری حکومت سے گزارش ہے کہ اگر اسے ملک کا استحکام عزیز ہے وہ ملک کو متحد دیکھنا چاہتی ہے نیز دہشت گردی، تخریب کاری، راہزنی، اغوا برائے تاوان اور آبروریزی جیسے واقعات پر کنٹرول کرنا چاہتی ہے تو وہ فتنہ قادیانیت کا خاتمہ کرے۔ مثل مشہور ہے "بُرے کو نہ مارو بُرے کی ماں کو مارو" تاکہ وہ بُروں کو جنم ہی نہ دے سکے۔ ہمارے نزدیک تمام بُرائیوں کی جڑ صرف اور صرف قادیانی جماعت ہے۔

شان والا نواسہؓ شان والے نانا ﷺ کی نظر میں

از: قاضی محمد اسرائیل گڑنگی، مانسہرہ

یوں تو خاندان نبوتؐ کا ہر فرد شان اور عظمت والا ہے۔ مگر جو شان خداوند قدوس نے حضرت سیدنا حسینؓ کو عطا فرمائی وہ کسی کو نہیں ملی۔ حضرت حسینؓ کی ماں والدہ ماجدہ جنت کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہؓ ہیں۔ حضرت حسینؓ کے والد شیر خدا حضرت علی المرتضیٰؓ ہیں۔ حضرت حسینؓ کے بھائی حضرت حسنؓ ہیں۔ حضرت حسینؓ کی خالہ حضرت بی بی زینبؓ حضرت بی بی رقیہؓ، حضرت بی بی ام کلثومؓ ہیں۔ حضرت حسینؓ کی نانی حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ہیں۔ حضرت کے نانا محبوب رب العالمین، خاتم النبیین، سرکار دو عالم، آمنہ کے لال، عبداللہ کے یتیم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

قارئین کرام جس ہستی کا خاندان ہی شرف و عظمت کا پیکر ہو اس کی عظمتیں کون بیان کر سکتا ہے۔ میں خاندان نبوت کے غلاموں میں اپنا نام لکھوانے کے لیے مختصر سا ایک مضمون نبی کریمؐ کی احادیث کا ترجمہ کر کے قارئین کرام کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اللہ پاک اس مختصر محنت کو میری اور تمام قارئین کرام کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا اے حذیفہ! آج کی رات ایک مقدس فرشتہ نازل ہوا جو اس سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا تھا۔ پروردگار عالم سے اجازت لے کر اس مقصد کے لیے نازل ہوا کہ مجھ کو سلام کرے اور اس بات کی بشارت سنائے کہ فاطمہؓ جنت کی عورتوں کی سردار ہوں گی اور حسنؓ اور حسینؓ جنت کے نوجوانوں کے سردار بنائے جائیں گے۔ (ترمذی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ سے دریافت کیا گیا کہ تمام اہل بیت میں آپؐ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپؐ نے جواب میں فرمایا حسنؓ اور حسینؓ سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ (ترمذی)

حضرت سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے اس طرح تشریف لائے کہ آپؐ کے ایک کاندھے پر حضرت حسنؓ تھے اور دوسرے پر حضرت حسینؓ اور غایت شفقت سے کبھی ایک کو پیار کرتے کبھی دوسرے کو اس پر حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم آپؐ کو تو ان دونوں بچوں سے بہت محبت معلوم ہوتی ہے! اس پر نبی کریمؐ نے فرمایا جو حسنؓ اور حسینؓ سے محبت کرے گا اس نے حقیقت میں محبت مجھ سے کی اور جو حسنؓ اور حسینؓ سے بغض و عداوت رکھے گا وہ دراصل مجھ سے بغض و عداوت رکھنے والا ہے (البدایۃ و نہایۃ صفحہ ۲۰۵ ج ۸)

حضرت یعلی بن مرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا حسینؓ میری اولاد ہیں اور مجھ کو حسینؓ سے خصوصی تعلق ہے اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت فرمائیں گے جو حسینؓ سے محبت کریگا (ترمذی)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریمؐ ان دونوں بھائیوں کو اپنی گود مبارک میں اٹھاتے اور یوں دعا فرماتے۔ اے اللہ میں حسنؓ اور حسینؓ سے محبت کرتا ہوں اے اللہ آپ بھی ان دونوں کو محبوب بنا لیجئے اور ان لوگوں سے بھی محبت فرمائیے جو ان سے سچی محبت کریں۔ (ترمذی)

حضرت یعلی بن مرۃؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا حسینؓ میری اولاد میں سے مرتبہ کے ہیں۔ (ترمذی)

حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک روز میں حضرت حسینؓ کو گود میں لیے ہوئے نبی کریمؐ کے پاس حاضر ہوئی اور آپؐ کی گود میں ان کو بٹھلا دیا۔ آپؐ ان کو گود میں لئے ہوئے تھے کہ میں کسی کام میں لگ گئی۔ اچانک میری نگاہ حبیب نبی کریمؐ کے چہرۂ مبارک پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ آپؐ کی دونوں آنکھوں میں آنسو بہہ رہے ہیں۔ حیرت سے میں نے دریافت میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپؐ کی آنکھوں میں آنسو کیوں جاری ہو رہے ہیں؟ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس ابھی جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تھے اور مجھ کو مطلع کیا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ میرے امتی میرے اس پیارے بیٹے کو قتل کریں گے اور حسینؓ ان کے ہاتھوں جام شہادت نوش کریں گے۔ ام فضلؓ کہتی ہیں میں نے دوبارہ تعجب سے معلوم کیا کہ کیا حسینؓ ہی کے ساتھ یہ معاملہ پیش آئے گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں حسین ہی کے ساتھ یہ معاملہ پیش ہوگا۔ (مشکوٰۃ بحوالہ بیہقی)

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریمؐ کو بذریعہ وحی معلوم ہو چکا تھا کہ حضرت حسینؓ کو شہید کیا جائے گا۔

۸: ولادت کے بعد حضرت حسینؓ کو نبی قدسؐ کی خدمت میں حاضر کیا گیا آپؐ حضرت حسینؓ کو دیکھ کر بہت مسرور ہوئے (اسد الغابہ جلد نمبر ۲)

۹: آپؐ نے خود حضرت حسینؓ کی تحنیک فرمائی یعنی آپؐ نے اپنے دہن مبارک میں کھجور چبا کر حضرت حسینؓ کے تالو میں لگائی اور برکت کے لیے اپنا لعاب مبارک بھی ان کے منہ میں داخل فرمایا۔ (فتح الباری)

۱۰: خود نبی کریمؐ نے ساتویں دن حسینؓ نام رکھا۔ (البدایہ والنہایہ جلد نمبر ۸ صفحہ ۱۵۰)

۱۱: خود نبی پاکؐ نے حضرت حسینؓ کے دونوں کانوں میں

باقی صفحہ ۲۹ پر

اسلامی و غیر اسلامی تصوّر جنگ

تحریر: مولانا ابو شمیم عبداللہ خلیل کراچی

- اسلامی جنگ کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ، کفر و شرک اور فتنہ و فساد کا خاتمہ ہے۔
- غیر اسلامی جنگ کا مقصد لوٹ مار، غارت گری، شہرت و ناموری، ہوس اقتدار، وسعت ملک اور دشمنی و انتقام ہے۔

تاریخ جنگ :۔ جب سے حضرت انسان نے دنیا میں قدم رکھا ہے اسی وقت سے اگر ایک طرف رزم حق و باطل جاری ہے اور شیطان ہمیشہ اسی چیز کی کوشش کرتا رہا ہے کہ انسان دین حق سے اعراض کرے اور اللہ کے ساتھ مخلوق کو شریک ٹھہرائے تو دوسری طرف ظالم و مظلوم اور قوی و ضعیف کی باہمی کشمکش جاری ہے۔ جابر و طاغوتی طاقتیں ہمیشہ کمزور و ضعیف پر ظلم و ستم ڈھاتی اور اسے حقوق زندگی سے محروم رکھتی رہی ہیں۔

انسان فطری طور پر جلد بازی اور خود رائے پسند واقع ہوا ہے، اسی لیے وہ دوسروں کی رائے اور فکر و عمل کو تحقیر و تنقیص کی نگاہ سے دیکھتا اور خود کو دوسری سے زیادہ عقل مند و دانا سمجھتا ہے، اسے اپنا عمل و کردار سب سے زیادہ اچھا لگتا ہے، جب تک صحیح راہ نمائی نہ ہو انسان اپنی من مانی کرتا اور اپنے سے کمتر و ہیچ پر ظلم کرتا ہے۔

شروع سے لے کر آج تک تاریخ یہی بتاتی ہے کہ ہمیشہ بڑی قوموں نے چھوٹے طبقہ پر ظلم و ستم کا بازار گرم رکھا ہے اور اسے ہر طرح سے نیست و نابود کرنے کی کوشش کی ہے۔ صرف اللہ کے برگزیدہ بندوں ہی کی جماعت رہی ہے جس نے دنیا میں قیام امن کے لیے علم بلند کیا ہے۔ اور اس نے اپنے اقوال و اعمال سے انسانیت کو امن و آشتی کا درس دیا ہے۔ یہی وجہ ہے عام بادشاہوں، فاتحوں اور دین اسلام کے حامل گروہ کے درمیان، واضح اور نمایاں فرق نظر آتا ہے۔ عام بادشاہوں اور فاتحین کی لڑائیوں میں ہمیں ان کے ذاتی مقاصد یعنی قصاص، شہرت و ناموری اور قتل و غارت گری سرفہرست نظر آتے ہیں جب کہ دین حق کا علم بلند کرنے والے جب جنگ کرتے ہیں ان کے پیش نظر ایسی کوئی چیز نہیں ہوتی جس سے خواہشات کی برآری یا دنیا میں فتنہ و فساد برپا کرنا مقصود ہو۔ بلکہ ان کی لڑائی کا مقصد اور جنگی مطمح نظر یہی ہوتا ہے کہ دنیا میں توحید کا بول بالا ہو اور فتنہ فساد کا خاتمہ کر کے امن و امان قائم کیا جائے۔

اسلامی و غیر اسلامی مقاصد کا فرق

اسلامی و غیر اسلامی مقاصد جنگ اور نظریات جنگ میں زمین و آسمان کا فرق اور نہایت واضح و نمایاں تباین و تباعد ہے۔ اسلام لڑائی کو دنیا سے کفر و شرک، فتنہ و فساد کے خاتمہ کے لیے ضروری قرار دیتا ہے وہ شہرت و ناموری، ہوس اقتدار و ملک گیری کے لیے لڑائی کو ناجائز اور حرام قرار دیتا ہے پھر جس لڑائی کا اسلام حکم دیتا ہے اس کا طریقہ بھی ایسا بتاتا ہے کہ اس سے انسانیت کا شرف و وقار بڑھتا ہے۔ لڑائی کے لیے کئی شرائط اور پابندیاں لگاتا ہے۔ اگر اس کے متعین کردہ مقاصد اور شرائط کو مد نظر رکھتے ہوئے لڑائی لڑی جائے تو ایسی لڑائی اللہ کی راہ میں ہوتی ہے۔ اور اس کا نام "جہاد" ہے۔

آئیے ذرا تفصیل سے اس مسئلہ کو دیکھیں تاکہ اسلامی طریقہ جنگ کی برتری و تفوق اور انسانیت کے حق میں اس کی افادیت روز روشن کی طرح ہم پر واضح ہو اور غیر اسلامی نظریہ جنگ کی حقیقت بھی ہم پر آشکارا ہو جائے۔

غیر اسلامی نظریہ جنگ

غیر اسلامی نظریہ جنگ چاہے وہ نظریات قدیم جنگوں کے ہوں یا دور حاضر کی لڑائیوں کے، سب میں ذیل مقاصد مشترک نظر آتے ہیں :۔

۱۔ لوٹ مار و غارت گری۔
۲۔ شہرت و ناموری۔
۳۔ ہوس اقتدار، حصول جاہ و منصب۔
۴۔ ہوس وسعت ملک۔
۵۔ دشمنی و انتقام۔

یہ مقاصد آج کل کی یورپین اقوام میں پوری طرح شباب پر نظر آتے ہیں۔ بلکہ موجودہ زمانے کی لڑائیوں کے مقاصد میں حسد و بغض اور اقتصادی، سیاسی، فوجی برتری پیش پیش ہے۔ آجکل کی ایٹمی تیاریاں بھی اقتصادی و سیاسی برتری حاصل کرنے کی جو تگ و دو نظر آتی ہے وہ ان کے مذکورہ مقاصد کی واضح نشاندہی کرتی ہے۔

طریقہ جنگ :۔ غیر اسلامی طریق جنگ کو دیکھیں جو نہایت ظالمانہ اور وحشیانہ ہوتا ہے۔ جنگ کے دوران جنگ میں حصہ لینے والے اور حصہ نہ لینے والے کے درمیان کوئی تمیز نہیں برتی جاتی۔ بچوں، بوڑھوں، عورتوں کو بے دریغ موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے لوگوں کی عزت و آبرو لوٹ لی جاتی ہے عورتوں کی عصمت دری ہوتی ہے۔ شہروں کے شہر تباہ ہو کر کھنڈرات بن جاتے ہیں نہ انسانیت کے شرف و وقار کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ رحم و کرم کا ذرہ۔ اسلام سے قبل جنگوں میں قتل و غارت کے متعلق مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ لکھتے ہیں :۔

غدر و بے وفائی جنگ کا خاصہ لازمی تھی، عورتوں، بچوں، قاصدوں اور نوکروں کے قتل میں کسی قسم کی تفریق نہیں کی جاتی تھی بلکہ سب کے سب نذر تیغ ہو جاتے تھے، دشمن کو زندہ آگ میں جلا دیا جاتا تھا۔ دشمن کے ناک کان کر بطور ہار کے فوراً پہنے جاتے تھے۔ دشمن کے ہاتھ پیر باندھ کر قتل کیا جاتا تھا۔ کھانے پینے کے لیے راستے میں کسی کو لوٹ لینا معمولی بات تھی

(اسلام کا نظریہ جنگ صفحہ ۱۳۵)

دور حاضر کی انتقامی کارروائیوں کو آپ بھولے جاتے ہیں شہروں کے شہر بموں کی نذر ہو جاتے ہیں۔ ہیروشیما کا واقعہ کس کو یاد نہیں پھر فلسطینیوں کے کیمپوں "شتیلہ" اور "صابرہ" پر یہود کی وحشیانہ یلغار اور عراق پر بے پناہ امریکہ کی بمباری۔ تو کل کی بات ہے۔ اب بھی کشمیر فلسطین، لبنان اور افغانستان

میں مسلمانوں پر اس قدر بے پناہ مظالم ڈھائے جا رہے ہیں کہ ان کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے ماضی قریب میں ہمدردی و امن کے نام پر انسانی شرافت و وقار کو خاک میں ملایا گیا۔ رنگ و نسل کا امتیاز برت کر لاکھوں انسانوں کو تہ تیغ کیا گیا وہ کسی شخص سے مخفی نہیں ہے۔ غرضیکہ دور حاضر میں کفر و شرک کی قوتیں انسانیت کشی کا انتہائی مظاہرہ کر رہی ہیں۔ جاہلیت کے زمانے کی جنگی تاریخ کا موجودہ حربی حالات سے موازنہ کرو تو معلوم ہو جائے گا کہ جس قدر آج ترقی یافتہ اقوام ضعیف قوموں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہی ہے رنگ و نسل، قومیت و علاقائیت کی بنیاد پر ناحق خون بہایا جا رہا ہے اس قدر خونریزی، درندگی، جور و استبداد ماضی کی پوری تاریخ میں نہ تھا۔

آج اگرچہ بین الاقوامی ادارے موجود ہیں جن کے قوانین کی پابندی کا سب نے عہد کیا ہے۔ مگر پھر بھی یہود و نصاریٰ اور کمیونسٹ اپنے مخصوص مفادات کے پیش نظر وہ تمام مسلمہ قوانین کو پس پشت ڈالتے ہوئے ہر وہ کام کرتے ہیں جس سے انسانیت کی روح تڑپ کر رہ جاتی ہے۔

مسلمان فاتحین و جرنیلوں کی سیرت کا مطالعہ کرو، جب بھی انہوں نے لڑائی لڑی یا شہر فتح کیے۔ کہیں بھی انہوں نے کسی پر زیادتی نہیں کی۔ بلکہ دشمنوں کو معاف کر دیا، لوگوں کو مذہبی اور رہن سہن، روزگار کی نہ صرف آزادی دی بلکہ اس کا پورا پورا تحفظ دیا اور ضمانت دی۔ لیکن جب مسلمانوں کے ممالک کو غصب کیا گیا تو مسلمانوں کو لاکھوں کی تعداد میں موت کے گھاٹ اتارا گیا ان کی آبرو و عزت لوٹی گئی۔ ملک بدر کیا گیا اور انہیں بجبر و اکراہ اسلام چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ سقوط بغداد ہو یا اسپین کا جگر خراش سانحہ، بخارا و ثمرقند کا زوال ہو یا سلطنت عثمانیہ کا خاتمہ، ہندوستان کی عظیم سلطنت کا دنیا سے نیست و نابود ہو جانا ہو یا اسرائیل کا بیت المقدس اور فلسطین پر قبضہ، ہر جگہ ملت اسلامیہ پر بے پناہ مظالم ڈھائے گئے۔ تاریخ کا ہر قاری ان حالات سے پوری طرح آگاہ ہے۔

حیرت و حیف ہے کہ اس قدر غیر اسلامی جنگوں کی برائیوں کے باوجود مسلمانوں کو ظالم اور جابر اور دنیا میں فتنہ برپا کرنے والا تصور کیا جاتا ہے۔ اسلام کے نقطہ جنگ کو ہوس اقتدار و انتقام اور ظلم و جبر سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ اسلامی نظریہ جنگ اور انسانیت کشی نہیں بلکہ امن و آشتی کا درس ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم غیر اسلامی جنگ اور جہاد کا موازنہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"پس جہاں کہیں قرآن مجید میں لفظ حرب و فتنہ (صرف قتال و جدال) آئے تو وہاں صرف اسی قسم کی خونریزی اور قتل و غارت مراد ہوتی ہے جس کے محرک بہیمیت اور سبعیت کے جذبات ہوتے ہیں اور جس کا نمونہ ہمارے سامنے آج یورپ پیش کر رہا ہے۔ ان الفاظ کے معنی سمجھنے کے لیے ہمیں کسی لغت کے بجائے یورپ کے میدان قتل و غارت اور معرکہ کارزار کو دیکھنا چاہیے۔ جو آج حرب و قتال کے لیے ایک مجسم ڈکشنری بنا ہوا ہے۔ ہمارے لیے اسی دیو پیکر کو دیکھ لینا کفایت کرتا ہے۔ لیکن اس کے مقابل ایک اور قسم کی جنگ بھی ہے جو دیکھنے میں تو لڑائی اور جنگ ہی ہے۔ مگر اپنی حقیقت کے لحاظ سے وہ دعوت امن و اسلام اور پیغام صلح و آشتی ہے۔ جس کے اسباب و علل بھی حرب و قتال سے مختلف ہیں اور مقاصد و عواقب بھی علیحدہ ہیں۔ حرب کا مقصد اگر خونریزی اور بندگان الٰہی کو غلام بنانا ہے تو اس کا مقصد دنیا سے خونریزی کا خاتمہ کر کے نوع انسانی کو غلامی سے نجات دلانا ہے۔ اگر حرب کی غرض و غایت لوٹ مار اور غارت گری ہے تو اس کا مطلب لوٹ مار اور غارت گری کا خاتمہ ہے۔ "**وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ**" یہاں تک لڑائی جاری رکھو کہ دنیا سے فتنہ و فساد کا خاتمہ ہو جائے۔" اگر لڑائی و جنگ کی علت نفسانی حرص و آز اور ہوا و ہوس ہے تو اس (جہاد) کا محرک تقویٰ و طہارت ہے اور جذبہ قیام عدل و انصاف ہے۔ "**وکذالک جعلناکم امۃ وسطا**" اور ہم نے تم کو اسی طرح امت معتدلہ بنایا ہے۔" اگر قتال کا حرب کا نتیجہ دنیا میں بدامنی اور فساد ہے تو اس کی غایت امن و اطمینان کا قیام ہے۔ اگر دنیوی لڑائی کے عواقب حریت و آزادی کو کچل دینا ہیں تو جہاد اسلامی کے نتائج حریت فکر و رائے اور آزادی حق و صداقت کو زندہ کرنا ہے۔ دنیوی لڑائی اس لیے لڑی جاتی ہے کہ دنیا کا امن غارت ہو جائے اور حق و صداقت، خیر و عافیت کو دبا دیا جائے۔ مگر جہاد اسلامی اس لیے کیا جاتا ہے کہ دنیا میں حق پرستی و راست گوئی اور صداقت پسندی و حق کوشی پھلے اور پھولے اور کوئی طاقت پائے حق کوشی کو روکنے والی باقی نہ رہے۔"

(اسلامی نظریہ جنگ صـ)

آیئے اسلام کے نظریہ جنگ کے مقاصد اور طریق جنگ پر نظر ڈالیں تاکہ اس کی صدائے امن کی حقیقت ہم پر نصف النہار کی طرح واضح اور عیاں ہو جائے۔ اسلام جنگ کے مندرجہ ذیل مقاصد بیان کرتا ہے۔

۱۔ اعلاء کلمۃ اللہ۔

۲۔ کفر و شرک اور فتنہ و فساد کا خاتمہ۔

اعلاء کلمۃ اللہ:۔ جہاد اسلامی کا مقصد اعلیٰ یہی ہے کہ اللہ کے کلمہ کا بول بالا ہو، دنیا کفر سے پاک ہو جائے، صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ جہاں کہیں بھی شرک ہو رہا ہو اس کا خاتمہ ضروری ہے۔

ہر مسلمان دین حق کا داعی ہے۔ دنیا کے کونے کونے تک دین کی آواز کو پہنچانا اس کے لیے ضروری ہے۔ اگر دین اسلام کی راہ میں کوئی طاقت آڑے آتی ہے تو اس کے ساتھ ٹکرانا ضروری ہے۔ مجاہد فی سبیل اللہ وہی ہے جو اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے قتال کرتا ہے۔ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

لا یزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاہرین علی من ناواھم حتی یقاتل آخرھم المسیح الدجال۔

(مشکوٰۃ کتاب الجہاد فصل دوم)

"میری امت کے لوگ جماعت ہمیشہ حق کی حمایت میں لڑتی رہے گی، اور جو ان سے دشمنی کریں گے ان پر غالب رہیں گے یہاں تک کہ اس امت کے آخری لوگ مسیح دجال سے لڑیں گے۔"

وعن ابی موسیٰ قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الرجل یقاتل للمغنم والرجل یقاتل للذکر والرجل یقاتل لیریٰ مکانہ فمن فی سبیل اللہ؟ قال من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا فھو فی سبیل اللہ۔

(مشکوٰۃ فصل اول)

"حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ایک شخص اس لیے لڑتا ہے تاکہ مال غنیمت پائے اور ایک شخص شہرت و ناموری کے لیے لڑتا ہے اور ایک شخص اس لیے لڑتا ہے کہ اسے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا کہا جائے۔ ان میں سے کون اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے؟ آپ نے فرمایا، خدا کی

راہ میں وہ شخص لڑنے والا ہے جو اللہ کے کلمہ (دین) کو بلند کرنے کے لیے لڑے۔"

غور کیجیے حدیث بالا میں کس طرح پوری وضاحت کے بیان کر دیا گیا ہے کہ جہاد وہی ہے جو صرف (اعلاء کلمۃ اللہ) اللہ کے کلمہ کے بلند کرنے کے لیے ہو۔ ایسی لڑائی ہرگز جہاد نہیں جو دین کی اشاعت و بلندی کے لیے نہ ہو۔ جس لڑائی سے مقصد شہرت ناموری ہوس اقتدار و ملک گیری ہو وہ لڑائی اسلامی نہیں۔ اسلام کی نظر میں وہی لڑائی قتال فی سبیل اللہ ہے جو اللہ کے دین کی بلندی کے لیے ہو۔ کفر و شرک اور فتنہ کے خاتمہ کے لیے ہو۔ جو اللہ کی رضا کے حصول کے لیے ہو۔

اسلامی جہاد کا یہی سب سے بڑا مقصد ہے کہ دنیا میں توحید کا بول بالا ہو، کفر و شرک مٹ جائے۔ باقی مقاصد اس موقعہ پر عالی کے نتیجہ میں حاصل ہوتے ہیں، چند مقاصد کا تذکرہ مناسب ہے۔

فتنہ و فساد کا خاتمہ: ۔ اسلام دنیا سے فتنہ و فساد کا خاتمہ اور امن و امان کا قیام چاہتا ہے۔ قرآن کریم میں فساد کرنے والوں کی مذمت اور برائی کی گئی ہے۔ فساد برپا کرنے سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے امن و آشتی اور صلح جوئی کی ترغیب دی گئی ہے۔ کفر و شرک کی طاقتوں سے اس لیے نبرد آزما ہونے کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ دنیا میں فتنہ و فساد بپا کرتی ہیں ارشاد خداوندی ہے:۔

وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للّٰہ

"اور ان کفار سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین سارا اللہ کا ہو جائے۔"

ظلم کا خاتمہ: ۔ اسلام ظلم و ستم کو ختم کرنا اور مظلوم کی مدد کرنے کا حکم دیتا ہے۔ دنیا کی دوسری قوموں کی لڑائی کا طریق کار اور مقصد یہی ہوتا ہے کہ دشمن پر جس قدر ہو سکتا ہے ظلم کرو اور ہر شخص کو موت کے گھاٹ اتار دو۔ غیر اسلامی جنگیں ظلم کے خاتمہ کے لئے نہیں لڑی جاتیں بلکہ ان سے مظالم کے دروازے کھلتے ہیں جبکہ اسلام ظلم کو نہ صرف ناپسند کرتا ہے بلکہ ظلم کو ختم کرنے کے لیے تمام مساعی بروئے کار لانے کا حکم دیتا ہے، مظلوم کی مدد کرنے اور ظلم کو ظالم سے باز رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ اسلامی جہاد عالمی امن کا علمبردار ہے۔ اس کا یہ اہم مقصد ہے۔

اسلامی طریق جنگ: ۔ اسلامی جہاد کے مقاصد کے واضح ہو جانے کے بعد اسلامی طریق جنگ کو دیکھئے اسلامی طریقہ جنگ میں آپ کو ظلم کرنے کا نشان کہیں بھی نہ ملے گا۔ بلکہ اس میں سراسر انسانیت کی عزت و احترام کا سبق ملے گا۔ اسلام جنگ میں انسانی وقار کو پوری طرح قائم رکھتا ہے۔ وہ درحقیقت جنگ کو نہایت مجبوری کے عالم میں اپناتا ہے۔ وہ امن و آشتی اور صلح کا درس دیتا ہے اس لیے اس سے یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ لڑائی کو پسند کرے۔ وہ صلح کے ذریعہ کفر و شرک اور فتنہ و فساد کا خاتمہ کرتا ہے جب طاغوتی طاقتیں اس کے مقاصد میں رکاوٹ ڈالتی ہیں تو اس وقت لڑائی کا حکم دیتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:۔

لا تتمنوا لقاء العدو واسئلوا اللّٰہ العافیۃ فاذا لقیتم فاصبروا۔ (مشکوٰۃ)

"دشمن سے معرکہ آرا ہونے کی آرزو نہ کرو اللہ سے امن و عافیت چاہو، مگر جب جنگ چھڑ جائے تو صبر و استقامت کا مظاہرہ کرو۔"

اسلامی غزوات کی تاریخ پڑھئے آپ کو معلوم ہوگا کہ مجاہدین کے لیے یہ حکم تھا کہ جب تک دشمن کی طرف سے جنگ نہ ہو پہل نہ کی جائے۔ پہلے ان کو اسلام کی طرف دعوت دی جائے اگر وہ نہ مانیں تو ان سے صلح کی جائے اور جزیہ کے متعلق بات کی جائے اگر وہ اس کو بھی نہ مانیں تو پھر جنگ کی جائے۔ اور جنگ کی حالت میں صبر و استقامت اور بہادری کا مظاہرہ کیا جائے۔ جنگ ان لوگوں کے ساتھ کی جائے جو عملاً اس میں حصہ لیتے ہیں۔ بچوں، بوڑھوں، عورتوں کو قتل نہ کیا جائے، مثلہ نہ کیا جائے۔ گھروں کو مسمار نہ کیا جائے۔ معابد کو مسمار نہ کیا جائے۔ صلح کی حالت تمام میں باشندوں کو جان و مال کا تحفظ دیا جائے ان کو مذہبی آزادی دی جائے۔ چنانچہ احادیث کی کتابوں میں ان سب باتوں کی صراحت ہے۔

اسی طرح مجاہدین کے اعمال و وظائف کو دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ مجاہد جب جہاد کے لیے روانہ ہوتا ہے تو اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتا ہے اور اللہ کی مدد چاہتا ہے، دوران لڑائی بھی وہ اپنا ربط و تعلق اللہ سے قائم رکھتا ہے اور جب فتح و کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔ فتح کو وہ اللہ کی طرف سے سمجھتا ہے۔ تکبر و غرور اور نام و نمود کا اس میں نام و نشان تک نہیں ہوتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں اللہ کے دین کے لیے گیا تھا اعلاء کلمۃ اللہ اور کفر و شرک کو مٹانے کے لیے میں نے اس لڑائی میں حصہ لیا تھا، ہو سکتا ہے کہ میں جہاد کا حق ادا نہ کر سکا ہوں۔ مجھ سے تقصیرات ہوئی ہوں گی اس لیے اے خداوند کریم تو معاف فرما، تو اپنی رضا کے لیے اسے قبول فرما۔ غرضیکہ مجاہد جب جہاد کے لیے جاتا ہے تو اللہ کے گیت گاتا، اس سے نصرت چاہتا ہے اور جب واپس آتا ہے تو بھی اسی کی حمد سرائی کرتا اور کلمہ شکر بجا لاتا ہے۔

باقی صفحہ ۲ پر

مفت مشورہ برائے خدمت خلق،

ہمارے پاس شفاء کی کوئی گارنٹی نہیں ہے، شفاء کی گارنٹی تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ عام جسمانی طاقت، خون، بھوک و ہاضمہ کے لئے ● دل، دماغ، جگر، معدہ، مثانہ، پٹھے، وہاضمہ کے لئے ● جسم کو مضبوط، سمارٹ، خوبصورت، وطاقتور بنانے کے لئے ● تمام خاص مردانہ زنانہ و بچوں کی امراض کے لئے ● دودھ، مکھن، گوشت وفروٹ ہضم کرنے کے لئے ● تمام پرانی بیماریوں کے لئے ● چالیس سال کی عمر بہ شدہ۔

دیسی دواؤں کا مفت مشورہ جواب کیلئے جوابی لفافہ یا اسکی قیمت ارسال کریں۔

حکیم بشیر احمد بشیر رجسٹرڈ کلاس اے گورنمنٹ آف پاکستان

فون دکان 354840
رہائش 354795

جھاندی چوک، محلہ غلام محمد آباد، فیصل آباد۔ پوسٹ کوڈ 38900

خطیب الامت، سلطان المتکلمین، سید الاحرار

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المرسل: محمد عبدالرحمٰن جامی نقشبندی، جسلا پور پیر والا۔

برصغیر پاک و ہند کے عظیم دینی رہنما آتش نوا خطیب سحر بیان جان فروش مجاہد اعظم امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب حسنی قادری بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو خالق کائنات نے بیش بہا گوناگوں اور ہمہ گیر صلاحیتوں سے بہرہ ور فرمایا تھا۔ آپ کا شمار تحریک آزادی برصغیر اور تحریک ختم نبوت کے ان عظیم المرتبت قائدین میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے اپنے علم و فضل جہد و عمل اور جذبہ ایثار و استقامت کے ساتھ تاریخ میں نئے ابواب کا اضافہ کیا آپ برصغیر کے وہ عظیم خطیب تھے جن کی شعلہ بیانی اور جرأت گفتار نے ظلمت کدہ ہند میں شمع آزادی روشن کی اللہ کریم نے آپ کی زبان کو ایسا جادو عطا فرمایا تھا کہ جسے کسی بھی معروف اصطلاح میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ آپ لاکھوں کے مجمع پر کچھ اس طرح چھا جاتے کہ مجمع سحر زدہ معلوم ہونے لگتا۔ ایسے مقرر تو بہت دیکھنے اور سننے میں آئے جو مجمع کو ہنسانے اور رلانے پر قادر تھے اور ایسے مقرر آج بھی مل جاتے ہیں بقول نانا میاں عبدالمجید صاحب نقشبندی احراری۔ اشکوں کے طوفان میں مسکراہٹوں کی تجلیاں اور چیخوں کے شور میں قہقہوں کا امتزاج صرف آپ کی ہی تقریر کے دوران دیکھنے کو ملتا ہے آپ جب ہزاروں سامعین کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کے سامنے سجے ہوئے اسٹیج پر باوقار انداز میں کھڑے ہو کر خطبہ مسنونہ پڑھتے تو سناٹا پر سناٹا چھا جاتا تھا۔ اور پھر لحن داؤدی میں اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والے قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تو سامعین کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی برسنے لگتی اور جب گرجدار آواز میں پکارتے تو سننے والوں کے پہلو سے دل نکلنے لگتا اور جب آپ سر کو ذرا جنبش دے کر لطیفہ چھوڑتے تو آہ و فغاں کرتے والے اسی مجمع میں قہقہوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ آپ کی تقریروں میں مسلمانوں کے دوش بدوش بے شمار ہندو، سکھ، عیسائی اور دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والے حضرات بھی گوش برآواز سراپا سکوت اور بے حس و حرکت بیٹھے ہوئے یوں محسوس ہوتا جیسے سامعین کو زنجیروں سے جکڑ کر بٹھا رکھا ہے اٹھ کر اٹھنا بیٹھنا تو دور کی بات ہے کوئی اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتا تھا۔ ایسا بھی متعدد بار ہوا کہ مخالفین یہ عزم لے کر آپ کے جلسوں میں آتے کہ آج ضرور گڑبڑ کریں گے۔ لیکن آپ کی خطابت کا سحر انہیں دنیا و مافیہا سے ایسا بے خبر کرتا کہ جب آپ کسی مسئلے پر ہاتھ اٹھانے کو کہتے تو یہ مخالفین بھی بے اختیار ہاتھ اٹھا دیتے۔ آپ کی تقریروں میں اخبار نویس اور سی آئی ڈی کے رپورٹر ہاتھ میں قلم تھامے اور پولیس افسر ہتھکڑیاں اٹھائے کہ ضرورت پڑے تو آپ کو گرفتار کیا جائے حیرت و استعجاب کے مجسمے بنے رہتے۔ اور ان میں سے اکثر آپ کی سحر طراز خطابت سے متاثر ہو کر آپ کے اسیر ہو جاتے مفکر احرار چوہدری افضل حق مرحوم کا شمار بھی انہیں لوگوں میں ہوتا ہے۔ چوہدری صاحب ایک اہم پولیس آفیسر کی حیثیت سے آپ کی تقریر کی رپورٹنگ کرنے والوں کے نگران بن کر آئے تھے لیکن شاہ جیؒ کی تقریر نے ایسا اثر کیا کہ اختتام جلسہ پر انگریز کی نوکری پر لعنت بھیجی اور اسی وقت استعفیٰ لکھ کر آپ نے ساتھیوں کے حوالے کیا اور پھر ساری عمر شاہ جی کے مشن میں بھرپور طریقہ سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے آپ کی ایمان افروز سحر آفریں، اور شعلہ نوا خطابت کے تمام ہمعصر اکابر و اصاغر معترف تھے حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے آپ کی شعلہ بار خطابت کا غلغلہ سنا تو احباب و متوسلین کے روبرو خانقاہ کی ایک مجلس علم و عرفان میں فرمایا کہ بھائی عطاء اللہ شاہ صاحب کی کیا بات کرتے ہو ان کی باتیں تو عطاء الٰہی ہوتی ہیں۔ مولانا محمد علی جوہر فرمایا کرتے تھے کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری مقرر نہیں ساحر ہیں اس شخص سے نہ پہلے تقریر کی جا سکتی ہے اور نہ بعد میں اس کے بعد تقریر کرنے والے کا اثر جمتا ہے اور اس سے پہلے کوئی تقریر کرے اس کے اثر کو یہ آکر مٹا دیتا ہے۔ علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کا بیان ہے کہ میں نے ایسا خطیب کبھی نہیں دیکھا جو روتوں کو ہنسا دے اور ہنستوں کو رلا دے۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ کا کہنا ہے کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری ایک شعلہ بیان خطیب ہیں ان کی خطابت میں بجلی کا کڑکا بادلوں کی گرج اور آبشار کا بہاؤ ہے ملک و ملت کا ہر گوشہ ان کا شکر گزار ہے۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رقمطراز ہیں کہ ملک کی زندگی میں شاہ جی ایک سحر آفریں خطیب اور بے مثال مقرر کی حیثیت سے نمودار ہوئے اور بہت جلد ہی عوام و خواص کے دلوں پر چھا گئے۔ دنیا کی کسی بھی زبان میں اس شان کے خطیب بہت کم ہو سکتے ہیں۔

کوئی دینی اور مذہبی عنوان ہو یا کوئی سیاسی اور سماجی موضوع ہو وہ جس سلاست روانی برجستگی اور بے تکلفی کے ساتھ گھنٹوں تقریر کرتے اور اپنے مافی الضمیر کو سامعین کے رگ و پے میں سمو دیتے تھے اس کو دیکھ کر یقین ہوتا تھا کہ وہ ایک پیدائشی عالم دین اور خدا ساز مقرر و خطیب ہیں حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ کا حکیمانہ فرمان ہے کہ عطاء اللہ پر عطاء الٰہی نے مبذول ہو کر ان میں بہت سی وہ خصوصیات پیدا کیں جن سے خود ان کا نام اونچا ہوا ان کا مشہور زمانہ وصف جس میں وہ بے مثال تھے خطابت تھا ان کی خطابت جاذبیت کا ایک جادو تھا۔ جس میں بے پناہ کشش تھی ہزاروں ہی انسانوں کا مجمع جو تا حد نگاہ پھیلا ہوا ہوتا تھا۔ ان کی تقریر کی مسلسل زنجیر میں جکڑا ہوا محسوس ہوتا تھا جس سے کسی کا اکتا کر اٹھ جانا تو کیا معنی کوئی اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتا تھا ان کی تقریر اسے جکڑ کر باندھ لیتی تھی اور کیا مجال تھی کہ کوئی شخص اپنی توجہ کو بھی ان سے ہٹا سکے۔ یہ کشش محض الفاظ کی نہ تھی اور محض الفاظ میں یہ جاذبیت ہو بھی نہیں سکتی۔

جب تک کہ الفاظ میں گہری معنویت نہ ہو اور محض معنویت بھی زنجیر کشش نہیں بن سکتی جب تک کہ اس معنویت میں معرفت نہ ہو اور محض معرفت بھی کشش کے مقام پر نہیں پہنچ سکتی جب تک اس میں محبت نہ ہو اس لیے میں تحریر کر سکتا ہوں کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری بے مثال خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب معنویت اور صاحب عشق و محبت تھے۔ بالفاظ دیگر وہ محض صاحب لسان نہ تھے۔ بلکہ صاحب دل انسان تھے۔ محبت نبوی ان کے دل کی رگ رگ و پے میں سمائی ہوئی تھی۔ اسی سے ان کے جوش کا تعلق تھا۔ اسی سے ہوش کا اسی سے ان کی خطابت کا سرچشمہ ابلتا ہے۔ جس میں دوسروں کے دلوں کی رگ و پے میں سما جانے کی خاصیت ہوتی تھی۔ خطابت اور خصوصاً عوام کو مسحور کرنے کا جہاں تک تعلق ہے اس موضوع کی جتنی صلاحیتیں ہو سکتی ہیں قدرت نے بڑی فیاضی کے ساتھ شاہ صاحب کو عطا فرمائی تھیں۔ قد و قامت شکل و صورت قوت و طاقت شجاعت و جرأت فراست و نور ایمانی غیرت و حمیت، ذکاوت و شدت، احساس رقت، عواطف و جذبات کا تلاطم بلندی آواز و خوش گلوئی قرآن کریم کے ساتھ قلبی تعلق، منتخب ترین فارسی اردو اشعار موضوع پر عمدہ ذخیرہ کا استحضار دردناک اور فلک شگاف آواز کیا قرآن کریم کا پڑھنا مخالفین کے مجمع پر قبضہ کرنا عالم و جاہل مرد و عورت مخالف و موافق سب کا یکساں طور پر متاثر ہونا یہ ان کی وہ خصوصیات ہیں کہ ان میں کوئی ان کی ہمسری نہیں کر سکتا۔ نانا میاں عبدالمجید نقشبندی احراری بتاتے تھے کہ شاہ صاحبؒ کا مجمع سے اپنی بات منانا، نانوے فیصد مخالفوں کو اپنا ہمنوا بنانا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ بعض اوقات تو بولنے سے قبل ساحرانہ نگاہ سے مجمع کو مسحور کر لیتے تھے نگاہ کیا تھی۔ غضب کی نگاہ تھی آواز کیا تھا بجلی سی کوندتی تھی۔ عقلی و فطری خصوصیات کی کامیاب ترین تمثیل اور اپنے اوضاع و اطوار سے جو نقش کھینچے تھے دنیا کا کوئی بھی خطیب ان کی نقالی نہیں کر سکتا تھا۔ مجاہد ختم نبوت جناب آغا عبدالکریم شورش کاشمیری کا تحریر کرتے ہیں کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے بڑا خطیب اردو زبان کا پیدا نہیں ہو سکتا۔

بعض خطباء کو عبارات سے فوقیت حاصل ہو اس کی نظریں موجود ہیں لیکن جو کمال خطابت میں شاہ جی کو حاصل ہے وہ نصف صدی میں اردو زبان کے کسی خطیب کو حاصل نہیں ہوا۔ شاہ جی کا عمر کا آخری حصہ دینی خطابت میں بسر ہوا۔ بلکہ ان کی زندگی کا تقریباً دو تہائی حصہ توحید و رسالت عظمت صحابہؓ کی خدمت میں کٹا ان کے انداز تبلیغ اور عام خطباء کے انداز تبلیغ میں عظیم فرق تھا۔ شاہ جی عوامی خطابت کی اقلیم کے فرمانروا تھے۔ آپ کی زبان کا لوچ اسلوب کی دلکشی خیالات کی پختگی روانی کا پہاڑ منزوافت کا شستہ پن حاضر جوابی کی شوخی تمثیلات کا قرآن رنگ الفاظ کی سحرکاری نہ صرف اردو خطابت کے لیے بے مثال ہے بلکہ عصر حاضر میں عدیم النظیر شاہ جی کے بیان کی

باقی صفحہ ۲۹ پر

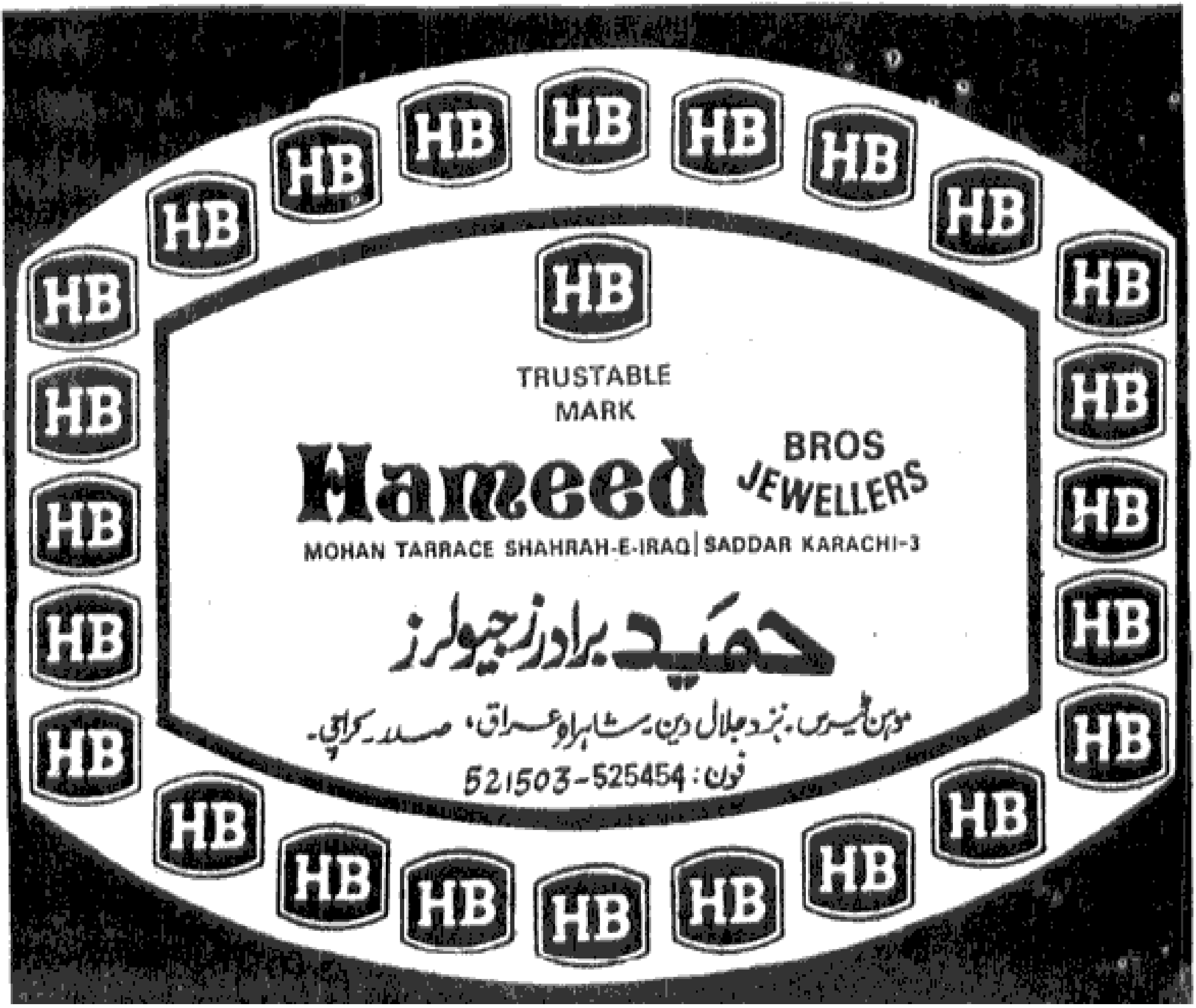

قرآنِ کریم کا موضوع دعوت و ہدایت

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

قرآن کریم ہدایت و دعوت کی کتاب ہے اور احکام و شریعت کی بھی کتاب ہے لیکن اس کے اندر دعوت و ہدایت کا پہلو دوسرے پہلوؤں پر غالب ہے شریعت و احکام کی اہمیت سے انکار نہیں، اس کی عظمت سر آنکھوں پر لیکن سوال اولیت و اہمیت کا ہے کون سا پہلو زیادہ اہمیت رکھتا ہے، اور کس کو اولیت حاصل ہے، اس لحاظ سے اگر دیکھیں تو میرا حقیر مطالعہ یہ ہے کہ شریعت و احکام کے مقابلہ میں دعوت و ہدایت کا پہلو قرآن کریم میں غالب ہے، کیونکہ ایمان کی بنیاد ہدایت پر ہے اور تبلیغ پر اس ایمان کے حصول کا دارومدار ہے لہٰذا یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دوسرے تمام مضامین و مقاصد پر ہدایت و دعوت کا عنصر قرآن کریم میں نمایاں طور پر غالب ہے۔

دعوت و تبلیغ کا کام قوانین و ضوابط کا پابند نہیں ہے۔

قرآن کریم نے دعوت و تبلیغ کے کیا اصول بتائے ہیں؟ وہ کیا ضابطے ہیں جن کی پابندی کرنے کا قرآن نے حکم دیا ہے؟ کیا قرآن کریم ہمیں تبلیغ و دعوت کے متعین قوانین اور اس کے بے لچک حدود بتائے گئے ہیں۔ میرا خیال ہے دعوت کے طریق کار کو قانون و ضابطہ کی زبان میں نہیں بیان کیا گیا ہے۔ اور ایسا کرنا قرین مصلحت اور مقتضائے حکمت تھا دعوت و تبلیغ کا انداز ماحول اور گرد و پیش کے حالات، مخاطبین کے طبائع اور ذہن کے مصالح کے مطابق متعین ہوتا ہے۔

چونکہ دعوت کو صورتحال کا سامنا کرنا ہوتا ہے اور صورت حال ہمیشہ بدلتی رہتی ہے اس لئے دعوت کے کام میں حاضر کلامی“ اور حاضر دماغی دونوں کی ضرورت ہے“ مزید یہ کہ دعوت پیش کرنے والوں کو انسانی نفسیات سے گہری واقفیت اور اس کی دکھتی رگوں اور سوسائٹی کے کمزور پہلوؤں پر انگلی رکھ کر بتانا ہوتا ہے اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مبلغ کو یہ بات کرنی چاہیے۔

یہ نہیں کرنی چاہیے، اور یہ کام کرنا چاہیے اور یہ نہیں کرنا چاہیے۔ اس کو ایسا اسلوب اختیار کرنا چاہیے اور لوگوں کے سامنے دعوت کو اس طرح پیش کرنا چاہیے، اس کے یہ حدود و ضوابط ہیں، خواہ وہ قوانین کے مرکزی خطوط (OUT LINE) ہوں، کیونکہ ہر بدلتے ہوئے معاشرے اور تیزی سے بدلتی ہوئی صورتِ حال سے اس کو نمٹنا ہوتا ہے

اگر قوانین و ضوابط میں اس کو جکڑ دیا جائے تو وہی حال ہو گا جو ایک صاحب کو اپنے ملازم کے ساتھ پیش آیا تھا جو ایک لطیفہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ کسی صاحب نے ایک ملازم رکھا، ملازم ضرورت سے زیادہ قانونی واقع ہوا تھا۔ اس نے مطالبہ کیا کہ مجھے میرے فرائض بتا دیں اور نوٹ کرا دیجئے جائیں چنانچہ ایک فہرست تیار ہوئی کہ فلاں وقت بازار سے سودا لانا ہے، فلاں وقت گھر صاف کرنا ہے، فلاں وقت یہ کام کرنا اور فلاں وہ کام کرنا ہوگا۔

ملازم نے ان خدمات پر اپنے آپ کو مامور سمجھا جن کی تفصیل اس کی فہرست میں درج تھی، خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک بار وہ صاحب جنھوں نے ملازم رکھا تھا، گھوڑے پر سوار تھے، وہ اترنا چاہتے تھے، پاؤں رکاب میں پھنس گیا، اور ان کی جان پر بن گئی، اب گھوڑا بھاگ رہا ہے اور یہ گھسٹتے ہوئے جا رہے ہیں اسی حال میں ملازم پر نظر پڑی چیخ کر آواز دی کہ جلد آ اور میری جان بچا ملازم نے کہا، ذرا ٹھہر جیئے میں اپنی فہرست میں دیکھ لوں کہ آیا یہ خدمت بھی میرے فرائض میں ہے یا نہیں، اس وقت جبکہ آقا کی جان جا رہی ہے اور وہ موت و حیات کی کشمکش میں ہے ملازم صاحب نے اپنے اصول و ضوابط پر عمل کیا اور آقا اسی ضابطہ پرستی کی نذر ہو گئے۔ اور ملازم ان کے کچھ کام نہ آیا عربوں کو اللہ تعالیٰ نے تجربات سے زیادہ استفادے کی بڑی صلاحیت بخشی ہے۔ اور ان کے اندر فطرۃً سلامت روی پائی جاتی ہے ان کی شاعری کا یہ خوب شعر ہے

> اذا کنت فی حاجۃ مرسلا
> فارسل حکیما ولا توصہ

یعنی اگر تمھیں کسی کام سے کوئی آدمی کہیں بھیجنا پڑے تو اس کے لئے ایک عقیل و فہیم کا انتخاب کر لو اور اس کو زیادہ تفصیلی ہدایتیں نہ دو کیونکہ وہ خود اپنی سمجھ سے موقع محل کی مناسبت دیکھ کر وہ کام کرے گا جو تمہارے حقیقی منشا کے مطابق ہوگا۔

دعوت کے زمانی اور مکانی حدود

دعوت دین بہت نازک کام ہے، اور اس کی وسعت کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے اس کے کچھ حدود مکانی ہیں، اور کچھ زمانی اور دونوں انتہائی وسیع اور پھیلے ہوئے زمانے کے لحاظ سے دیکھئے تو اس کا زمانہ اس وقت سے شروع ہوتا ہے جبکہ کسی پیغمبر نے دعوت کا آغاز کیا یا ظہیرہ پیغمبر نے اس دعوت کی ابتداء کی اور اس کی انتہا کوئی بھی نہیں ہے۔ اسی طرح اس کا مقام اور مکانی حدود بھی متعین نہیں کیا جا سکتا، ہو سکتا ہے کہ داعی مشرق میں ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ مغرب میں ہو یا مشرق سے مغرب یا مغرب سے مشرق منتقل ہو جائے، لہٰذا اگر صرف اہل مشرق کو سمجھانے کا طریقہ اس کو معلوم ہے تو مغرب میں وہ افہام و تفہیم کا کام انجام نہیں دے سکتا اور اگر وہ صرف اہل مغرب کے طبائع اور نفسیات سے واقف ہے تو مشرق میں اس

کی دعوت برمحل اور بارآور نہیں ہوگی۔

آیت دعوت کا اختصار و اعجاز اس کی وسعت اور گیرائی

قرآن کریم کا یہ اعجاز ہے کہ اس نے دعوت کے طریق کار کے حدود مقرر نہیں کئے اور یہ کام داعی کی قوت تمیز اور عقل سلیم پر چھوڑ دیا ہے، اس بات کا فیصلہ کہ کب اور کس وقت کون سا طریق کار اختیار کیا جائے، اس کی طرف خود داعی کا ذوق اور عقیدہ رہنمائی کرے گا اور اس کی دینی فکر جو اس کے احساسات و اعصاب پر حکمران ہے، وہ خود طریق کار کا انتخاب کرے گی، قرآن کریم نے صرف ایک وسیع حصار قائم کر دیا ہے جس کے اندر دعوت دین کی پوری روح (اسپرٹ) سما گئی ہے وہ آیت یہ ہے۔

ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن ان ربك هو اعلم بمن ضل عن سبيله وهو اعلم بالمهتدين ۝ (النحل: ۱۲۵)

(اے پیغمبر) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ اور بہت ہی اچھے طریق سے ان سے مناظرہ کرو جو اس کے رستے سے بھٹک گیا تمہارا پروردگار اس سے خوب واقف ہے اور جو رستے پر چلنے والے ہیں انھیں بھی خوب جانتا ہے۔

اس آیت کریمہ کی رو سے دونوں باتیں پوری طرح عیاں ہیں، ایک داعی الی اللہ کو کتنی آزادی ہے اور کس درجہ پابندی ہے کہاں تک جا سکتا ہے، اور کس حد سے آگے قدم بڑھانا ممنوع ہے جہاں تک دعوت کی وسعت اور داعی کی آزادی کا تعلق ہے وہ اس تعبیر سے واضح ہے کہ "اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ" (بلاؤ اپنے رب کی راہ کی طرف) اس آیت میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ ایمان کی طرف دعوت دو، یا صحیح اور سچے عقیدہ کی طرف بلاؤ، یا نماز قائم کرنے کی دعوت دو، یا اخلاق حسنہ اختیار کرنے کی ترغیب دو، انسانیت کے احترام کی تلقین کرو، یہ سب نہیں کہا گیا مگر یہ تمام باتیں "سَبِیْلِ رَبِّکَ" میں سمٹ آئی ہیں، اس لفظ نے فکر و عمل کے آفاق کھول دیئے ہیں، یہ آفاق بھی محدود نہیں ہیں، اس میں دوسرے ادیان سماوی، بشری ضروریات، انسانی زندگی میں پیش آنے والی حاجتیں سب داخل ہیں، "اُدْعُ" (بلاؤ) کا لفظ بھی کس درجہ وسیع معانی پر حاوی ہے؟ اس میں نہ اس کی قید ہے کہ وعظ و تقریر کے ذریعہ بلاؤ نہ یہ کہ تحریر کے ذریعے دعوت دو، نہ یہ کہ وعظ و تلقین ہی کا ذریعہ اختیار کرو، یہ لفظ "اُدْعُ" تمام معنی اپنے جلو میں رکھتا ہے، اور حسب موقع داعی دعوت کا فرض کبھی پند و نصائح سے کبھی وعظ و تقریر سے اور کبھی تحریر اور دوسرے ذرائع ابلاغ سے ادا کر سکتا ہے، اور بلانے کا ہر وہ وسیلہ اختیار کر سکتا ہے جو مشروع ہو مؤثر اور نافع ہو پھر فرمایا "سَبِیْلِ رَبِّکَ" اپنے رب کے رستے کی طرف، اس کے علاوہ کوئی تعبیر ممکن نہیں جس میں اتنی جامعیت اور وسعت، گہرائی اور گیرائی بیک وقت موجود ہو۔

"حکمت" کا لفظ بہت ہی بلیغ اور بڑی وسعتوں کا حامل ہے، دوسری زبان میں اس کا ترجمہ آسان نہیں ہے، اسی طرح "موعظت" بھی وسیع معانی پر حاوی لفظ ہے، "حسنہ" کا لفظ بھی لامحدود معانی پر مشتمل ہے، قرآن نے اس آیت میں آزادی بھی دی ہے، اور حدبندی بھی کی ہے، اعجاز و اختصار بھی ہے اور بیان و شرح بھی۔

ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة (النحل ۱۲۵)

اے پیغمبر! اپنے پروردگار کے رستے کی طرف دانش اور نیک نصیحت سے بلاؤ۔

یہ آیت کریمہ بعثت محمدی سے پیشتر کے سب سے بڑے داعی الی اللہ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تذکرہ میں نازل ہوئی ہے، یہ پورا ذکر اس طرح ہے۔

ان ابراهيم كان امة قانتا لله حنيفا ولم يك من المشركين ۝ شاكرا لانعمه اجتبه وهدٰه الى صراط مستقيم ۝ واتينه في الدنيا حسنة وانه في الاخرة لمن الصالحين ۝ ثم اوحينا اليك ان اتبع ملة ابراهيم حنيفا وما كان من المشركين ۝ (النحل: ۱۲۰-۱۲۳)

بے شک ابراہیمؑ (لوگوں کے) امام (اور) خدا کے فرمانبردار تھے جو ایک طرف کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں نہ تھے اس کی نعمتوں کے شکرگزار تھے، اور خدا نے ان کو برگزیدہ کیا تھا اور (اپنی) سیدھی راہ پر چلایا تھا اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی خوبی دی تھی اور وہ آخرت میں بھی نیک لوگوں میں ہوں گے پھر ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی کہ دین ابراہیمؑ کی پیروی اختیار کرو جو ایک طرف کے ہو رہے تھے، اور مشرکوں میں نہ تھے

اس کے بعد ارشاد ہوا

ادع الی سبیل ربك ۔ (الخ)

لہٰذا یہ آیت کریمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت توحید سے مربوط ہے حضرت ابراہیمؑ کی ذات سے دعوت حق کا کیا تعلق ہے اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تذکرہ کے ضمن میں اس آیت کا آنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی دعوت میں اسی طریق کا ایک اعلیٰ نمونہ تھے، اور یہ کہ آپ کی دعوت حکمت و موعظت حسنہ کے اصول پر کاربند تھی

دعوت ایک اہم عنصر واقعات اور مثالیں

قرآن کریم نے دعوت کے لئے واقعات بیان کرنے اور مثالیں دینے کا اسلوب اختیار کیا ہے۔ دوسرے وسائل دعوت کی بہ نسبت یہ طریقہ زیادہ زود اثر اور دلنشین ہے اور مقصد کے حصول میں یہ طریقہ زیادہ مفید اور کارآمد ثابت ہوا ہے ایک طرف قرآن کریم نے اگر تفصیل ضابطے اور قانونی باریکیاں بتانے کو ضروری نہیں سمجھا ہے تو دوسری طرف اس خلا کو اگر اس کو خلا سمجھا جائے جو در حقیقت خلا نہیں ہے، انبیاء کرام کی سیرت اور ان کے مواعظ اور دعوت پر مکالموں کے نمونوں سے پر کیا ہے یہ نمونے دلوں پر اثر اندازی کی بے انتہا قوت رکھتے ہیں ذہن و قلب پر ان کا سحر کی مانند اثر ہوتا ہے کیونکہ عملی نمونوں کا جو اثر ہوتا ہے وہ کسی دوسرے وسائل دعوت کا نہیں ہو سکتا، منطقی نفسیاتی علم کلام کے انداز کے جدلی اصول

دعوت دینا کے لئے کار آمد عناصر نہیں ثابت ہوتے ہیں ،
تمام آسمانی صحیفوں نے شروع سے آخر تک عملی نمونوں پر اعتماد
کیا ہے ، یہ نمونے اور مثالیں ادبی شہ پارے ہیں جو دلوں
کو موہ لیتے ہیں۔
ان میں سے اکثر واقعات چار برگزیدہ پیغمبروں سے ماخوذ
ہیں وہ انبیاء کرام حضرت ابراہیمؑ دوسرے حضرت
یوسف علیہ السلام تیسرے حضرت موسیٰ علیہ السلام
اور آخر میں خاتم الانبیاء والرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک مومن کی دعوت کا نمونہ
جو اپنا ایمان مخفی رکھے ہوئے تھا

دعوت کے سلسلہ میں ایک اہم نکتہ ہے جس کو قرآن
نے فراموش نہیں کیا ہے وہ یہ کہ دعوت کا کام صرف انبیاؑ
کرام تک محدود نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو لوگوں کو یہ کہنے کا
موقع مل سکتا تھا کہ ہم کہاں اور اللہ کے پیغمبر کہاں ، وہ لوگ
اللہ کی نوازش خاص سے بہرہ مند تھے ، ان کو اللہ تعالیٰ نے
نبوت اور وحی سے نوازا تھا ، روح القدس سے ان کی
تائید و تقویت کا انتظام فرمایا گیا تھا ، ہم عاجز بندے کس
طرح ان برگزیدہ انبیاء کرام کی نقل کر سکتے ہیں ، ان کے نقش
پر چلنا ہمارے بس میں نہیں ہے۔
قرآن مجید نے اس سبب سے ایک
مثال ایسے شخص کی دی ہے جو نبی نہیں تھا اور نہ پیغمبروں
کے نسل زاد اور جلیل القدر ہم نشینوں میں تھا ایک مومن تھا فرعون کی
قوم کا فرد تھا۔ قرآن کریم نے صرف اس قدر بتایا ہے۔

وقال رجل مومن من ال فرعون یکتم
ایمانه ۝ (المومن ۲۸)

اور فرعون کے لوگوں میں سے ایک مومن شخص نے د
جو اپنے ایمان کو مخفی رکھتا تھا) کہا۔
یعنی اس کے حالات اور ماحول نے اس کو دین کے اعلان
کا موقع بھی نہیں دیا تھا۔ خواہ وہ ایمان قوت کے لحاظ سے
جس قدر بھی بلند رہا ہو مگر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت
عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی طرح یا حضرت ابوذرؓ کی طرح اپنے
ایمان کا اظہار نہ کر سکا ، لیکن وہ مومن تھے اور اپنے ایمان کو
اب تک چھپائے ہوئے تھے انھوں نے اپنے بھائی
بندوں کے خلاف جنگ نہیں کی اور ایک دو مرتبہ خیر
خواہ اور اپنے دوستوں اور بھائیوں کا بہی خواہ بن کر انھوں
نے دعوتِ دین کا فرض انجام دیا ، ایک صاحب ادراک
و بصیرت داعی کے لئے اس واقعہ میں ایک نمونہ ہے ،
اگر وہ اسی صورتحال سے دوچار ہو اور دینی مصلحت کا
تقاضہ ہو اور اس شخص کے لئے بھی نمونہ ہے جو اگرچہ
ایسی صورت حال سے دوچار نہیں ہے مگر کلام کے اندر
اور حقیقت سے آگاہ کرنے کا اسلوب ، ماضی کے عبرتناک
واقعات اور انجام کار کے نتائج سے باخبر کرنے کا طریقہ
اس واقعہ سے اخذ کر سکتا ہے۔

وکلا وعد اللہ الحسنیٰ ۝ (النساء ۹۵)

اور اللہ نے ان دونو طبقوں کے لئے بہتر نعمتوں کے وعدے
کئے ہیں۔

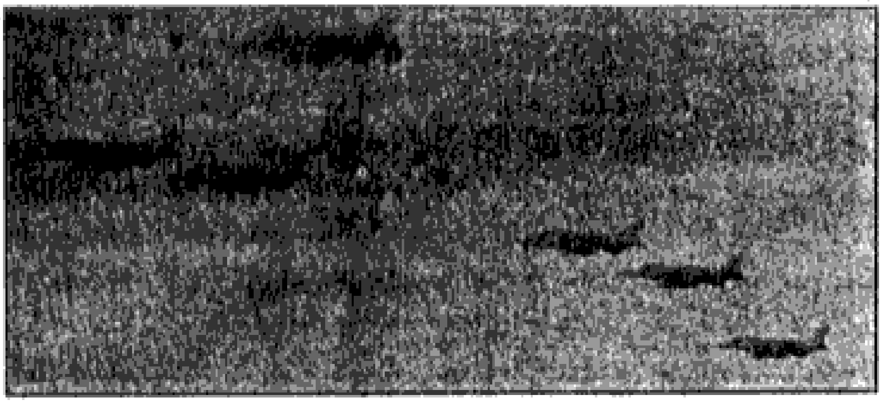

رہنمائی کرنے والا
پاکستانی پائلٹ
گرفتار

آئی ایس آئی کی حکمت عملی سے

کہوٹہ پر اسرائیلی حملہ ناکام

قادیانیوں اور یہودیوں کے مقاصد مشترکہ ہیں

بعض قادیانی دوہرے ایجنٹ ہیں۔ اسلحہ کی سمگلنگ میں بعض سابق قادیانی افسر شامل ہیں۔

مقبوضہ کشمیر میں اسرائیلیوں اور کشمیری مجاہدین کے مابین
مسلح تصادم کے بعد پاکستان میں اسرائیل کی دلچسپی اور اس کے
سراغ رسانی ادارے "موساد" کی سرگرمیوں کے بارے میں
تجسس میں اضافہ ہو گیا ہے۔ سراغ رسانی کا کام اس حوالے
سے انوکھا کام ہے کہ اکثر ممالک اپنے مخالف اور دشمن ملکوں
کی ہی جاسوسی نہیں کرتے 'دوست ملکوں کا بھی سراغ رکھتے ہیں
کہ نہ جانے دوستی کب دشمنی میں بدل جائے۔ پھر دوستوں سے
بھی ایسی معلومات آسانی سے میسر نہیں آتیں 'جو ایک ملک کو
درکار ہو سکتی ہیں۔ امریکہ اور اسرائیل باہم اتحادی ہیں '
لیکن امریکی یہودی کو اسرائیل کے لئے جاسوسی کرنے کے الزام
میں 'امریکہ میں عمر قید کی سزا ہو چکی ہے۔ عرب 'اسرائیل کے
دشمن 'مگر امریکہ کے دوست ہیں 'اس لئے امریکہ کے پاس
عربوں کے رازوں کے ڈھیر لگے ہیں۔ اسرائیل ان رازوں سے
مطلوبہ معلومات چراتا رہتا ہے۔ سراغرسانی اب صرف ضروری
معلومات جمع کرنے کا کام نہیں ہے۔ سراغ رسانی اب دوسرے

کسی بھی "ہدف" ملک میں اپنی مرضی کی فضا پیدا کرنے کا نام ہے۔ مثلاً جب بھارت نے مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنانا چاہا۔ تو صرف مشرقی پاکستان میں پاکستان کی فوجی قوت کا ہی تخمینہ نہیں لگایا، بلکہ اس کے تعلیمی، سماجی، ثقافتی، فکری اور اخلاقی ڈھانچے کو تباہ کر کے اپنے مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی غرض سے ایک منصوبہ بنایا، جب ساری فضا تیار ہو گئی "بغاوت کی طرف قدم بڑھے تو پاکستان دشمنوں کی فوجی تربیت بھی شروع کر دی، پاکستان میں "موساد" کی سرگرمیوں کو بھی اسی پس منظر میں دیکھنا ہوگا۔

پاکستان میں "موساد" کی سرگرمیوں سے متعلق اس تحریر میں بعض مصالح کے سبب کئی نام حذف کر دیئے گئے ہیں۔

پہلا سوال یہ ہے کہ آخر اسرائیل کی پاکستان سے کیا دشمنی ہے؟ اس دشمنی کی بعض وجوہ تو سب کے سامنے ہیں۔ قیام پاکستان سے بہت پہلے حکیم الامت ڈاکٹر محمد اقبال علیہ رحمہ نے اپنی ایک تحریر میں متنبہ فرمایا ہے کہ مشرق وسطیٰ میں یہودی ریاست قائم ہو گئی تو سارے عالم اسلام کے مفادات خطرے میں پڑ جائیں گے، قائداعظم علیہ رحمہ کے اسی نوع کے بیانات بھی ریکارڈ پر ہیں۔ گویا دشمنی تو دونوں ریاستوں کے قیام سے بھی پہلے کی ہے، لیکن عملاً یہ ہوا کہ عرب اسرائیل یوم کپور جنگ میں (۱۹۷۳ء) جبکہ پاکستان میں جناب ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت تھی۔ پاکستان نے کوئی لگی لپٹی رکھے بغیر عربوں کی طرف سے جنگ میں شرکت کی۔ نہ صرف پاکستان کے بری دستے اور ماہرین شام میں متعین کئے گئے، بلکہ پاک فضائیہ کی بہترین افرادی قوت شام اور مصر کے حوالے کی گئی۔ فضائیہ کے رضاکاروں میں پاکستان کے داستان ساز ہوا باز، جناب ایم ایم عالم بھی شامل تھے۔ اس کے بعد جنرل ضیاء الحق شہید کے دور میں لبنان میں، شام اور اسرائیل کے مابین تصادم میں، جب شامی فوج کا دفاع بالکل تباہ ہوتا ہوا نظر آیا تو جنرل صاحب نے شام کو پاکستان کی بری فوج کی امداد کی پیشکش کی۔ ہرچند کہ پاکستانی دستے تو لبنان نہ گئے، لیکن اسرائیلیوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ پاکستان عربوں کے ساتھ بھائی چارے اور اسرائیل کے ساتھ دشمنی میں کہاں تک بڑھ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ پاکستانی فوج یا اس کے ماہرین متعدد عرب ممالک میں موجود ہیں۔ پاکستانی فوج قرن افریقہ تک اپنا کردار ادا کر رہی ہے اس لئے اسرائیل پاکستان کو ایک حقیقی خطرے کے ناتے سے بھی نظرانداز نہیں کر سکتے۔ سیدی ضدی ضرور ہیں مگر احمقوں کی قوم نہیں ہیں۔

اسرائیل کے خلاف عربوں کے لئے پاکستان کی فوجی امداد کی وجہ سے اسرائیلیوں نے یہ خوب سمجھ لیا کہ پاکستان کی عسکری قوت، اسرائیل کے لئے خطرے کا باعث ہے، اس لئے جب پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی بات عام ہوئی تو اسرائیل نے اسے بھی اپنے لئے خطرہ تصور کیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ہالینڈ کی حکومت کو ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی سرگرمیوں کے بارے میں اولین اطلاع اس وقت کے اسرائیلی وزیر اعظم مناحم بیگن نے ایک خط کے ذریعہ دی تھی، جو بعد میں اخبارات میں شائع ہوا اور پاکستان کے خلاف بالخصوص اس کے ایٹمی پروگرام کے خلاف فساد کا آغاز ہوا۔

خلیل ملک

اسلام آباد میں ایک مغربی ملک کا سفارتکار، پاکستانی انٹیلی جنس کے ایک عہدیدار کے ساتھ بحث کے دوران پاکستان میں شریعت بالخصوص حدود کے ممکنہ نفاذ پر شدید غم و غصے کا اظہار کر رہا تھا۔ پاکستانی عہدیدار نے کہا "شریعت و حدود نافذ ہوئیں تو سنگسار ہم ہوں گے ہاتھ ہمارے کٹیں گے، کوڑے ہمیں پڑیں گے، آخر آپ کو اس سے کیا تکلیف ہے؟" مغربی سفارتکار کے پاس بھلا اس کا کوئی جواب نہ تھا۔ یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ سراغ رساں اداروں کے ذمہ دار، پروفیشنل حضرات صرف عسکری خطرے کو ہی خطرہ تصور نہیں کرتے، وہ آئندہ کئی عشروں اور بعض صورتوں میں صدیوں کا سوچتے ہیں اور اسی ناتے سے خطرے کا تصور (Threat Perception) قائم کرتے ہیں۔ اسرائیل اور اس کے مغربی اتحادیوں کے نزدیک پاکستان کا اسلامی تشخص، ان کے لئے ان کی آئندہ نسلوں کے لئے عظیم خطرہ ہیں اور ان کی سراغ رساں ایجنسیاں اس تشخص کو تباہ کرنے کے لئے اقدامات کرتی رہتی ہیں۔

پاکستانی نوجوانوں کی تباہی کے لئے "موساد" کے اقدامات

"موساد" امریکی سراغ رساں ادارے سی آئی اے اور دوسرے معاون اداروں کے ساتھ مل کر پاکستانی نوجوانوں کو پاکستان کے عدم استحکام، پاکستان کی اخلاقی قدروں کی تباہی اور اس کی آئندہ نسلوں کو بے کار بنانے کے لئے نہایت منظم انداز میں کام کر رہی ہے۔ "تکبیر" کو اسلام آباد میں ایک باخبر عہدیدار نے بتایا کہ "موساد" پاکستانی نوجوانوں کے ایسے گروپ تشکیل دینے پر توجہ دیتی ہے، جو اخلاق باختگی کو رواج دیں، مغربی کلچر کی پیروی کریں اور گھناؤنے جرائم کر سکیں۔ انہوں نے کہا کہ کئی سال پہلے، پاکستان میں "پلے بوائے کلب" تشکیل دیئے گئے تھے۔ نوجوانوں کے یہ جرائم کرنے والے گروہ "موساد" کے ذہن کی پیداوار تھے۔ اسی ذریعہ نے بتایا کہ بعض مجبوریوں کی بناء پر "موساد" کی پاکستان میں براہ راست رسائی دشوار ہے اور صیہونی اپنی افرادی قوت کو براہ راست خطرے میں نہیں ڈالتے، اس لئے ان کے زیادہ تر آپریشن "را" یا سی آئی اے کے تعاون سے انجام پاتے ہیں۔ "موساد" کے سوچنے والے ذہنوں میں پاکستان کو اسلامی انقلاب سے محروم رکھنا، اسرائیل کے اسٹریٹیجک مفادات کا حصہ ہے، اس لئے وہ پاکستان میں ہر طرح کے انتشار کی پیداوار کے کام کو اسٹریٹیجک انٹیلی جنس (Strategic Intelligence) کا حصہ تصور کرتے ہیں وہ یہ کام بھی اتنے ہی جوش و خروش سے کرتے ہیں، جس قدر جوش و خروش سے وہ پاکستان کی فوجی اور ایٹمی قوت پر ضرب لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔

موساد، پاکستان میں کیسے کام کرتی ہے

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے "موساد زیادہ تر آپریشن، بھارت اور امریکہ کے تعاون سے سرانجام دیتی ہے۔ اب تک اس نے پاکستان میں اپنے مشن انجام دینے کے لئے اقوام متحدہ کے سفارتکاروں کے علاوہ، ارجنٹائن، سری لنکا، یورپی ملکوں اور بعض عرب ملکوں کے سفارتکاروں اور صحافیوں کو استعمال

کیا ہے، اس وقت "موساد" اور بھارتی سراغ رساں ادارے "را" کے مابین تعاون زوروں پر ہے۔

"موساد" نے جنوبی بھارت میں ایک ڈمی کہوٹہ بنوایا، جس پر حملے کی تربیت بھارتی اور اسرائیلی ایک ساتھ حاصل کرتے رہے۔ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے خلاف سرگرمیوں کے ضمن میں موساد کے اعلیٰ عہدیدار کسی اعلان کے بغیر بھارت آتے اور بھارتی خفیہ حکام کے ساتھ بریفنگ، ڈی بریفنگ میں شرکت کے بعد واپس چلے جاتے ہیں۔

کہوٹہ پر فضائی حملے کے لئے موساد نے ہوابازوں اور سراغرساں ماہرین کا جو گروپ تیار کیا، اس کی قیادت ایک پاکستانی کے ہاتھ میں تھی۔ موساد نے اس پاکستانی کو جس کی پاکستان میں جڑوں اور اتے پتے کے بارے میں حکام خاموش ہیں، یورپ کے ایک ملک میں ایک لڑکی کے ساتھ "ٹریپ" کیا گیا اور باقاعدہ اسے بلیک میل کر کے اپنے مشن کے لئے تیار کر لیا۔ اس سے پہلے عراق کے ایٹمی ری ایکٹر پر حملے کی قیادت کے لئے بھی "موساد" نے ایک عراقی ہوا باز کو استعمال کیا تھا، اس میں حکمت یہ ہے کہ حملہ آور ہوائی جہازوں کا ایک ہوا باز اپنے ٹارگٹ کی زبان اور لہجے میں بات کرتا ہے، اس طرح ٹارگٹ ملک کی فضائیہ اور زمین پر متعین والے عملہ کو یہ شبہ نہیں ہوتا کہ کوئی اجنبی اس کی حدود میں گھس آیا ہے، یا گھسنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس طرح مکمل طور پر حیران کر دینے کا عنصر موجود رہتا ہے۔ عراق پر اسرائیلی فضائی حملے کی تفصیلات، پاکستان کے سراغرساں اداروں کے پاس موجود ہیں۔ اسرائیلیوں نے اس آپریشن کو آپریشن بیبیلون "Babylon" کا نام دیا تھا۔ اس حملے میں حملہ آور طیاروں کی ترتیب (Combination) یہ تھی کہ ایف ۱۵ اور ایف ۱۶ طیارے اکٹھے کئے گئے تھے۔ حملہ غروب آفتاب کے وقت کیا گیا تھا۔ ماہرین کی زبان میں ٹاپ آف اٹیک یہ تھا کہ طیارے بہت نیچی پرواز کرتے ہوئے اپنے ہدف تک پہنچیں گے۔ موساد نے کہوٹہ پر فضائی حملے کا جو منصوبہ بنایا، اس میں بھی حملے کا وقت غروب آفتاب رکھا۔ طیاروں کا وہی (Combination) چنا جو عراقی ری ایکٹر کے لئے چنا تھا۔ ایف ۱۵ + ایف ۱۶ عراق کے ایٹمی مرکز اور کہوٹہ پر حملے کے اسرائیلی منصوبے میں فرق صرف یہ تھا کہ کہوٹہ کے لئے انہوں نے ایک پاکستانی کو قابو کیا، اور تل ابیب میں اس کی تربیت کی، اسے آزمانے کی غرض سے پہلے ایک عرب ملک میں ایک مشن پر بھیجا گیا اور اس نے وہ مشن پورا کیا۔ اس کے بعد وہ اپنے پاکستانی پاسپورٹ پر کم از کم دو بار پاکستان آیا۔ اس نے پاکستان آنے کے بعد اپنے ذرائع سے بھارت پاکستان سرحد عبور کی اور فیروز پور سے "را" نے اسے طیارے کے ذریعے بھارت میں اس مقام پر پہنچایا، جہاں امریکی پاسپورٹ پر سفر کرنے والے "موساد" کے ایک اعلیٰ افسر نے اس کی بریفنگ ڈی بریفنگ کی، تاہم جس وقت وہ ان سرگرمیوں میں مصروف تھا، پاکستانی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی کو پورے اسرائیلی منصوبے کا علم ہو چکا تھا۔ اسے کسی مزاحمت کے بغیر اپنے مشن پر آگے بڑھنے دیا گیا، ۱۹۸۷ء میں جب اسرائیلی طیاروں نے اس پاکستانی پائلٹ کی قیادت میں بھارت کے ایک ہوائی اڈے سے پرواز کی، تو پاکستان کی فضائی افواج اور دوسرے ادارے اس حملے کو ناکام بنانے کے لئے تیار تھے۔ اسرائیلیوں پر

اکتشاف پرواز شروع کرنے کے بعد ہوا اور انہوں نے پاکستان کی سرحدوں کے قریب پہنچ کر اپنا رخ بدل لیا۔ اس طرح "موساد" بڑی عرق ریزی اور محنت سے تیار کردہ منصوبے کے باوجود آئی ایس آئی کے سامنے ہار گئی۔

ہرچند کہ پاکستانی حکام کے پاس کوئی قطعی شہادت موجود نہیں ہے' لیکن "موساد" کے ایک ایجنٹ نے جنرل محمد ضیاء الحق شہید کے طیارے سی ۱۳۰ کو حادثہ پیش آنے سے پہلے پاکستانی حکام کو تحقیقات کے دوران بتایا تھا کہ "موساد" کا حساس ترین شعبہ کیمیکلز سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ شعبہ ایسے کیمیائی مواد تیار کرتا ہے' جسے "موساد" والے اپنے "ٹارگٹ" کو قتل کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں' عراق کے لئے کام کرنے والے ایک مصری ایٹمی سائنس دان کو بھی "موساد" نے ایسے ہی کیمیائی مادّے کے ذریعہ ہلاک کیا تھا' جس نوع کے کیمیائی مادّے کے استعمال کا شبہ سی ۱۳۰ کے سلسلے میں کیا جاتا ہے۔

مسئلہ کشمیر اور "موساد"

کشمیر "موساد" کی خصوصی دلچسپی کا مرکز بن چکا ہے۔ ۱۹۸۸ء کے آخر میں پاکستانی حکام نے ایک جاسوس گروہ کو گرفتار کیا' جس میں اقوام متحدہ کے ادارے یونیسف کے یہودی عہدیدار مسٹر اوڈل (ODEL) ایک یورپی ملک کا یہودی سفارتکار اور یونیسف میں کام کرنے والی ایک بھارتی عورت شامل تھی۔ یہ بھارتی عورت پاکستان میں متعین تھی۔ اس گروہ کے ذمہ خود مختار کشمیر کے لئے راستہ ہموار کرنا تھا۔ پاکستانی حکام کو اس گروہ نے بتایا کہ بھارت' اسرائیل اور ان کی ہمنوا قوتیں یہ چاہتی ہیں کہ آزاد کشمیر کو مقبوضہ کشمیر کے ساتھ ملا کر ایک آزاد ملک کی حیثیت سے چین اور پاکستان کے درمیان حائل کر دیا جائے۔ باخبر حکام کا کہنا ہے کہ جو اسرائیلی مقبوضہ کشمیر میں مجاہدین کے ساتھ تصادم میں مارے گئے' کمرہ تک پہنچا' ان کی ترجیح نمبر دو تھی' ان کا اولین مقصد بھارتی حکام کو ان طریقوں سے آگاہ کرنا تھا' جن کو بروئے کار لا کر مقبوضہ کشمیر میں تحریک آزادی کو بھی اسی طرح بے ثمر بنایا جا سکتا ہے' جس طرح اسرائیلیوں نے مقبوضہ مغربی کنارے اور غزہ کی پٹی میں فلسطینی عوامی تحریک انتفاضہ کو نتائج کے حصول سے باز رکھا۔ اسرائیلی کئی اعتبار سے کشمیر کی تحریک آزادی کو اپنے لئے خطرہ تصور کرتے ہیں۔ ان کے لئے سب سے بڑے خطرے کی بات یہ ہے کہ اس سے برصغیر کے مسلم معاشرے میں جہاد کا جذبہ تازہ ہوتا ہے' بھارت ایک علاقائی طاقت کی حیثیت سے ختم ہوتا اور پاکستان ایک غالب طاقت کی حیثیت سے سامنے آتا ہے۔ پھر ایک مثال قائم ہوتی ہے کہ مسلمان قوم "انتفاضہ" کے ذریعہ آزادی حاصل کر سکتی ہے

سراغرساں اداروں کے مقاصد میں اب صرف تاریخی عمل میں کہیں مداخلت کرنا شامل نہیں' بلکہ تاریخ کو اپنی مٹھی میں بند کر کے اسے اپنی مرضی کا رخ دینا ہے' ظاہر ہے یہ خدائی کام ہے اور اس کا تصور رکھنے والے انشاء اللہ ناکامی سے دوچار ہوں گے پاکستان میں ایجنٹوں کا حصول' اسرائیل کے لئے دشوار نہیں ہے۔ پاکستانی قادیانیوں کا ایک مرکز حیفہ میں موجود ہے' اور یہودیوں اور قادیانیوں کے مقاصد مشترکہ ہیں' اس لئے اسرائیل ان کو بھی استعمال کرتے ہیں۔ بعض قادیانی دوہرے ایجنٹ کے طور پر بھی کام کر رہے ہیں اور پاکستان میں اسلحے اور

"موساد" پاکستان اور افغانستان میں کام کرنے والے غیر سرکاری مغربی اداروں کو بھی اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتی ہے

بعض آلات کی اسمگلنگ میں بعض سابق فوجی افسر بھی شامل ہیں جو قادیانی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایران میں بہائی' قادیانیوں کی طرح اسرائیل کے ساتھ ہیں' ایران میں اسلامی انقلاب سے پہلے اسرائیلی مشن موجود تھا اور "موساد" شاہ ایران کی خفیہ پولیس کو تربیت دیتی تھی' چنانچہ "موساد" پاکستان میں کام کے لئے اپنے ایرانی ذرائع بھی استعمال کرتی ہے۔ اپنی حکومت سے ناراض ایرانی جو پاکستان میں آ کر پناہ گزیں ہوتے ہیں۔ "موساد" کے لئے خام مال کا کام دیتے ہیں۔

"موساد" پاکستان اور افغانستان میں کام کرنے والے غیر سرکاری مغربی انسانی خدمت کے اداروں کو بھی اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتی ہے۔ ایسے ہی اداروں نے جب افغانستان میں غیر ملکی ایجنسیوں کے ایجنٹوں کا کام کرنا شروع کیا تو جناب گلبدین حکمت یار کے عتاب کا نشانہ بنے تھے۔ پاکستانی حکام نے جاسوسی کے کم از کم تین کیس ایسے پکڑے' جن میں اقوام متحدہ کے عہدیدار ملوث تھے۔ کہوٹہ کی اطلاع عام ہونے سے بھی پہلے "موساد" کہوٹہ کی تلاش میں ہے اور جس اسرائیلی ایجنٹ نے پاکستانی حکام کو خاص قاتل کیمیائی مادّوں کے بارے میں اطلاع دی تھی' وہ بھی کہوٹہ مشن پر ہی تھا۔

پاکستان میں موساد (۱) اسلامی جذبات (۲) قومی یکجہتی و اتحاد (۳) روایتی فوجی طاقت اور (۴) ایٹمی قوت کو نشانہ بنانا چاہتی ہے۔ اس غرض سے پاکستانی اور غیر ملکی اخبار نویسوں کو بھی استعمال کرتی ہے' اس شعبہ میں اس کے بعض آپریشن ایسے

ہوتے ہیں' جو اسلام آباد میں امریکی سفارتخانے کے ذریعہ انجام پاتے ہیں۔ جہاد افغانستان کے عروج کے موقع پر پاکستان کو بدنام کرانے کے لئے قائم کے نامہ نگار' راس ایچ ماہنرو سے ایک مضمون لکھوایا گیا' جس کا عنوان "اسلحہ کی پائپ لائن میں سوراخ" تھا' اس مضمون کے ذریعہ خاص طور پر آئی ایس آئی کو نشانہ بنایا گیا۔ پاکستان کے ایٹمی پروگرام' بی سی سی آئی اور پاکستان کے دوسرے مفادات کے خلاف' یہودی اخبار نویسوں' بالخصوص کارمین کے ذریک براؤن' لاس اینجلس ٹائم کے مارک فائن مین اور ایک ایسے پاکستانی صحافی نے بہت کروا دار کیا' جس کے نام کے درمیان میں "سورج" پایا جاتا ہے۔

تامل چھاپہ ماروں کے خلاف سری لنکا نے پہلے پاکستان کی مدد حاصل کرنا چاہی' مگر جنرل ضیاء الحق شہید بہت کھلی امداد فراہم نہ کر سکے' وہ بھارت سے کھلم کھلا تصادم مول لینے کو تیار نہ تھے۔ اس کے بعد سری لنکا نے "موساد" سے رابطہ قائم کیا بعض اطلاع کے مطابق' جن کی تصدیق نہیں ہو سکی' اسرائیل نے "موساد" کی خدمات کے عوض سری لنکا کا ایک جزیرہ اڈے کے طور پر حاصل کر لیا اور اس اڈے سے سمندر پر نیچی پرواز کرتے ہوئے پاکستان پر حملہ کا پروگرام بنایا۔ بھارت کو اس کا علم ہوا تو اسے یہ خوف لاحق ہو گیا کہ پاکستان نے جنوب کی طرف سے ہر حملے کو بھارت کی طرف سے حملہ تصور کرنا ہے اور اس کے جواب میں بھارتی ایٹمی تنصیبات کی اینٹ سے اینٹ بجا دینی ہے۔ چنانچہ اس نے اس خطرے سے نکلنے کے لئے پاکستان کے ساتھ ایک دوسرے کی ایٹمی تنصیبات پر حملہ نہ کرنے کے معاہدے کی پیشکش کی۔ کیا وہ اڈہ اب بھی سری لنکا میں قائم ہے۔ اس بارے میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا

OOO

"موساد" کے گرفتار ہونے والے ایجنٹوں کو ہدایت ہوتی ہے کہ وہ پاکستان کے خفیہ ادارے آئی ایس آئی کے دائرے

باقی صفحہ ۲۶ پر

ام عامر

ام عامر (گلو بجا کو پناہ دینے والا (چرخ)

سخت گرمی کے ایک دن کچھ لوگ شکار کے لئے نکلے۔ وہ شکار کی تلاش میں سرگرداں تھے کہ انہیں ایک لگڑ بگڑ (چرخ) مل گیا۔ جس کی کنیت ام عامر ہے۔ انہوں نے اس کو خوب دوڑایا اور اس کو تھکا دیا۔ یہاں تک کہ وہ ایک اعرابی کے خیمے میں پناہ لینے میں کامیاب ہو گیا۔

اعرابی ان کی طرف آیا اور کہا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے پاس ہمارا شکار ہے۔ اعرابی نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب تک میری جان میں جان ہے اور تلوار میرے ہاتھ میں ہے تم اس کو نہیں پکڑ سکتے۔

شکاری لوگ واپس آ گئے اور اس کو وہیں چھوڑ دیا اعرابی نے اپنی اونٹنی کو دوہا اور پھر پانی لے کر اس چرخ کے آگے دودھ اور پانی رکھ دیا۔ چرخ کبھی دودھ پیتا اور کبھی پانی پیتا۔ حتیٰ کہ سیر ہو کر بیٹھ رہا۔ اسی اثناء میں اعرابی اپنے گھر کے صحن میں سو گیا۔ دودھ سے سیر ہونے کے باوجود چرخ اس پر جھپٹا۔ اس نے اعرابی کا پیٹ چیر کر اس کا خون پیا اور چلا گیا۔

نااہل لوگوں سے جو بھی نیکی کرے گا۔ وہ ام عامر (چرخ) کو پناہ دینے والے کے انجام سے دوچار ہو گا۔

ٹیلی ویژن کی لعنت

از: مولانا محمد سلمان منصور پوری

جو آج کے دور میں نئی نسل کی رگوں میں سرایت کر گئی۔

جب کوئی برائی معاشرے میں اس قدر عام ہو جائے کہ لوگ اسے برا سمجھنا ہی چھوڑ دیں تو اس کے نتائج دیگر برائیوں سے زیادہ خطرناک برآمد ہوتے ہیں۔ دنیا دار تو در کنار اس کے زہریلے اثرات اور بد انجامی ظاہر ہونے کے باوجود عموماً نہ تو اس سے بچا جاتا ہے اور نہ اس کے خلاف کسی کی نصیحت پر توجہ دی جاتی ہے۔ کیونکہ گناہ کرتے کرتے احساس مردہ، دل و دماغ بصیرت سے محروم اور عقل و شعور، تدبر اور عاقبت اندیشی سے عاری ہو جاتے ہیں۔ آج ہماری اجتماعی و انفرادی زندگیوں میں اس قسم کے امراض و مشکلات کی بہتات ہے مگر چونکہ احساس عصیاں ہی نہیں اس لئے ان کے ازالہ کی کوشش بھی نہیں کی جاتی۔

انہی زہریلے اور متعدی امراض میں سے ایک مرض "ٹیلی ویژن" بھی ہے جس کو وی سی آر کے رواج نے "کریلا نیم چڑھا" کا مصداق بنا دیا ہے۔ عوام کا تو کہنا ہی کیا، اچھے دیندار گھرانے بھی اس لعنت سے محفوظ نہیں۔ محنت مزدوری کر کے ایک ایک پیسہ جوڑنے والا شخص بھی اپنی قلیل جمع شدہ پونجی کو جس "مقدس مصرف" میں خرچ کرنا سب سے زیادہ پسند کرتا ہے وہ ٹیپ ریکارڈ اور ٹیلی ویژن جیسی اشیاء کی خریداری ہے۔ جب تک ٹی وی نہ آ جائے اس وقت تک گھر والے احساس کمتری میں مبتلا رہتے ہیں اور جیسے ہی کچھ وسعت ہوتی ہے پہلی فرصت میں اس فرض کی ادائیگی کی جاتی ہے۔ شادیوں میں ٹی وی اگر نہ ہو تو جہیز نامکمل بلکہ ناقص سمجھا جاتا ہے۔ تقریبات کی ویڈیو فلم بنا کر اسے محفوظ کیا جاتا ہے۔ اور بڑے تفاخر کے ساتھ اپنی بہنوں، بیویوں اور بیٹیوں کی حرکات و سکنات کو غیر محرم دوست واحباب کو دکھا کر شرم و حیا کا دامن تار تار کیا جاتا ہے۔ یہ ہمارے فطری و انسانی دینی اور تہذیبی شعور کی موت ہی کا اثر ہے کہ ہم اپنی ذلت کا سامان مہیا کرنے والی باتوں کو باعث فخر سمجھنے لگے ہیں۔ ع

ببیں تفاوت رہ کجاست تا بکجا۔

ٹیلی ویژن صرف ایک مرض نہیں بلکہ دینی اور دنیوی طبی اور روحانی ہر اعتبار سے مجموعۂ امراض ہے۔ لہو و لعب میں ضیاع وقت۔ عریاں اور فحش پروگرام دیکھنے، موسیقی سننے، نامحرموں پر نظر ڈالنے اور ستر کھولے ہوئے مردوں سے مشابہ جیسے شرعی منکرات و قباحتوں کے علاوہ اس کے دنیوی اور طبی نقصانات کی فہرست بھی بڑی طویل ہے۔ مثال کے طور پر ٹیلی ویژن کے پردے سے نکلنے والی شعاعیں دیکھنے والے کو کینسر جیسے موذی اور ناقابل علاج مرض میں مبتلا کر دیتی ہیں۔ ٹیلی ویژن بینی کے اثرات بچوں کے دل و دماغ پر نہایت غلط مرتب ہوتے ہیں ان کا ذہن منتشر رہتا ہے۔ تعلیم میں دل نہیں

باقی صفحہ ۲۶ پر

میں اس کا بیٹا ہوں جس کے آگے بنی مخزوم سے لے کر بنی ہاشم تک کی گردنیں جھکتی ہیں

اگر یہ لوگ فصیح و بلیغ نہ ہوتے تو میں ان کی گردنیں اڑا دیتا حجاج بن یوسف نے ایک موقعہ پر پولیس کے افسر اعلیٰ کو حکم دیا کہ وہ رات کو گشت کیا کرے اور عشاء کے بعد اگر کسی کو نشہ کی حالت میں پھرتا ہوا پائے تو اس کی گردن اتار دے ایک رات وہ حسب معمول گشت کر رہا تھا کہ اس کو تین نوجوان جھوم کر چلتے ہوئے مل گئے۔ وہ نشہ کی حالت میں تھے۔ سپاہیوں کے ایک دستے نے انہیں گھیر لیا اور ان کے سالار اعلیٰ نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اور تمہیں امیر کے حکم سے سرتابی کی جرأت کیوں ہوئی۔ اس پر ایک نوجوان نے کہا۔

"میں اس باپ کا بیٹا ہوں جس کے آگے بنی مخزوم سے لے کر بنی ہاشم تک کی گردنیں جھک گئی ہیں۔ وہ انتہائی عجز و انکساری سے اس کے آگے جھکتے ہیں اور ان کے اموال اور خون کو اپنے لئے مباح سمجھتے ہیں۔"

سالار نے اس سے کوئی تعرض نہ کیا اور سمجھا کہ شاید یہ امیر کے اعزہ میں سے ہے۔ پھر دوسرے جوان سے مخاطب ہوا اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا۔

"میں اس باپ کا بیٹا ہوں کہ جس کی ہنڈیا کبھی چولہے سے نہیں اترتی اور اگر کسی دن اتر بھی جائے تو دوبارہ چڑھا دی جاتی ہے۔

"آپ لوگوں کو دیکھیں گے کہ اس کی آگ کی روشنی کی طرف گروہ در گروہ کھنچے آتے ہیں۔ ان میں سے کچھ اس کے گرد کھڑے اور کچھ بیٹھے ہوتے ہیں۔"

اس نے اس کو بھی چھوڑ دیا اور یہ سمجھا کہ وہ اشراف العرب میں سے ہے پھر تیسرے نوجوان سے پوچھا کہ تم کون ہوتے ہو؟ اس نے فی البدیہہ اس مفہوم کے شعر کہے۔

میں اس باپ کا بیٹا ہوں جو اپنے عزم سے صفوں کو چیر کر رکھ دیتا ہے۔ اور پھر اپنی تلوار سے ان کو سیدھا کر دیتا ہے۔ وہ ایک ایسا شہسوار ہے کہ اس کے قدم اس وقت بھی اپنی جگہ سے نہیں اکھڑتے حتی کہ جنگ کے دوران شہسوار

آپ کے مسائل

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ترتیب: مولانا منظور احمد الحسینی صاحب

شیئرز کا کاروبار

محمد اکبر

س: کیا شیئرز کا کاروبار جائز ہے؟ جس میں حصص خریدے جاتے ہیں۔ اور اس پر منافع یا نقصان ہوتا ہے اس میں مختلف کمپنیاں اور کارپوریشن ہوتے ہیں کیا یہ کاروبار جائز ہے؟

ج: جس کمپنی کا کاروبار جائز اور صحیح ہو اس کے حصص کی خرید و فروخت جائز ہے۔

مزنیہ سے نکاح جائز نہیں

ایک صاحب

س: ایک شخص زید، ہندہ سے زنا کرتا ہے اور اب زید نے مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کیا ہے قاضی صاحب نے جانتے بوجھتے کر نکاح پڑھا ہے۔

اب یہ نکاح ہوا یا نہیں براہِ کرم تفصیل بیان فرمائیں کہ قاضی صاحب کا نکاح اور گواہوں کا نکاح باقی ہے یا نہ، اور ان کے لئے تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہ اور قاضی صاحب جس نے معلومات کے ہوتے ہوئے نکاح پڑھایا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہ کیونکہ قاضی صاحب مسجد کے امام ہیں۔ اور ان سے شرعاً تعلقات رکھنے جائز ہیں یا نہیں؟

ج: جس عورت سے منہ کالا کیا ہو اس کی بیٹی سے نکاح جائز نہیں، یہ شخص اس سے الگ ہو جائے، اور اس گناہ سے توبہ کرے۔ اور جن حضرات نے اس بات کو جاننے کے باوجود اس نکاح میں شرکت کی انہوں نے بھی غلط کیا۔ ان سب کو بھی توبہ کرنی چاہئے، جس قاضی نے نکاح پڑھایا ہے اگر وہ اپنی غلطی کا اعتراف کرکے ندامت کے ساتھ توبہ کرے تو نماز اس کی اقتداء میں جائز ہے ورنہ اس کو امامت کے منصب سے الگ کر دیا جائے۔

امانت کا مسئلہ

ایک صاحب

میں حرم شریف گیا تو میں رات حرم میں گزارتا تھا۔ اس وقت میرے پاس ۱۷ ہزار روپیہ تھا جس میں ۸ ہزار روپیہ ایک آدمی نے مجھے بطور امانت سامان لانے کے لئے دیا تھا جس کو میں نہیں لے رہا تھا جب رات کو میں اپنے کمرے سے جانے لگا تو مجھے یاد آیا کہ میرے پاس بارہ ہزار روپے ہیں کہیں رش کی وجہ سے جیب نہ کٹ جائے۔ تو میں اپنے بیگ میں رکھنے لگا۔ تو میرے ساتھی نے کہا کہ آپ کیا کر رہے ہو۔ تو میں نے کہا کہ پیسے رکھ رہا ہوں۔ تو اس نے کہا کہ میرے پاس رکھ دو۔ تو اس نے اپنی جیب میں ۱۲ ہزار روپے رکھ لئے۔ جس میں اس کے پندرہ ہزار روپے بھی تھے۔ جب میں صبح کی نماز پڑھ کر گھر سونے کے لئے آیا۔ تو وہ گھر سے صبح کی نماز پڑھنے کے لئے نکلا۔ نماز پڑھ کر اس نے طواف کیا۔ اور اس کی جیب کٹ گئی۔ اس نے کہا کہ میری جیب کٹ گئی ہے۔ میں نے اس کو بتلایا کہ اس میں ۸ ہزار روپے میرے پاس کسی نے سامان لانے کے لئے دیئے تھے۔ اس نے حرم شریف میں وعدہ کیا کہ میں ۸ ہزار آپ کو ایک سال میں ادا کر دوں گا۔ جب اس نے وعدہ کر لیا تو میں اور وہ پاکستان آ گئے۔ تو جس نے ۸ ہزار روپے سامان لانے کے لئے دیئے تھے اس نے تقاضا کیا میں نے اس کو ایک ماہ میں ۸ ہزار روپے لوٹا دیئے۔ ایک سال گزرنے کے بعد اس صاحب کے پاس گیا تو اس نے کہا کہ آپ ۴ ہزار لے لو اور ۴ ہزار چھوڑ دو۔ اس کے کچھ دن بعد اس نے کہا میں آپ کو کچھ نہیں دے سکتا۔ اب آپ بتلائیں کہ میں نے جس کو ۸ ہزار روپے دیئے اس کا کیا ہوگا۔ اس نے مانگے تو میں نے دے دیئے۔ اب آپ مسئلے کا حل بتائیں کہ اس ۱۲ ہزار کی رقم کا کیا ہوگا اور جو میں نے ۸ ہزار روپے ادا کر دیئے اس کا کیا ہوگا۔

ج: آپ نے اس کو قرض نہیں دیئے تھے بلکہ امانت کے طور پر ہی دیئے تھے اس لئے آپ اس سے رقم وصول کرنے کے مجاز نہیں وہ خود دیدے تو دوسری بات ہے اور جب اس نے وعدہ کیا تھا تو اس کو پورا کرنا چاہئے۔

فقراء مستحق ہیں دوسرے نہیں

س: محرم میں جو لوگ سبیلیں لگاتے ہیں میری مراد سنی لوگوں سے ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم سنی ہیں مگر سبیلیں لگاتے ہیں اور دس محرم کی رات سے حلیم پکانے کا اہتمام شروع کر دیتے ہیں اور دس محرم کو کھاتے ہیں تو یہ بتائیں کہ ایسے موقع پر شربت پینا اور حلیم کھانا کیسا ہے۔ کیا حضرت حسینؓ کے نام پر پکانے کی وجہ سے حرام ہو جاتا ہے۔ جبکہ خود یہ چیزیں تو پاک ہوتی ہیں۔ لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ نام تو اللہ کے پر پکائی ہے۔ مگر ایصال حسینؓ کے لئے تو محض کیا خیال ہے۔ یہ چیزیں کھانا جائز ہے یا حرام اور اگر کسی طرح ایسے موقع پر کوئی چیز لے تو لی مگر کھائی نہیں تھی کہ کسی نے بتلایا کہ غیر اللہ کے نام کی وجہ سے حرام ہے تو کیا اب اس چیز کو نالی میں پھینک دیا جائے یا کیا طریقہ کیا جائے۔ اور اسی طرح سبیلوں اور حلیم کے لئے جو چندہ بھی کیا جاتا ہے وہ دینا کیسا ہے۔

ج: محرم کے دنوں میں یہ جو چیزیں کی جاتی ہیں بدعت ہیں شیعوں کے میل جول کی وجہ سے بعض ناواقف سنی بھی کرنے لگے ہیں۔ شیعہ تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام کی نیازیں دیتے ہیں ان کا کھانا تو جائز نہیں۔ اور سنیوں میں سے جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کی نیت رکھتے ہیں۔ اس کا کھانا حلال ہے۔ مگر ایصال ثواب کے لئے تو فقراء کو دیا جاتا اس لئے ان چیزوں کے کھانے سے احتراز کرنا چاہئے ان چیزوں میں چندہ بھی دینا جائز نہیں ہے۔

مسجد کو معطل کرنا حرام ہے

ایک صاحب ۔ جنوں

س: ہماری ایک پرانی کچی مسجد تھی۔ جو کہ ایک عرصہ ہو گیا ہے ان کو گرا کر ان کی حدود سے چند قدم آگے دوسری نئی پکی مسجد تعمیر کی ہے۔ پرانی مسجد کی کوئی حفاظت نہیں کی تھی اور نہ اب ہے۔ ان کی دیواریں گر چکی ہیں۔ اور ہموار نہیں

باقی صفحہ ۲۵ پر

قادیانی کشمیر کے مجرم اعظم ہیں

فرقان بٹالین کیا ہے؟ ــــ تاریخ کے حوالے سے ایک سرسری جائزہ

قاری عبدالوحید قاسمی، خطیب اسلام آباد

یہ بات تاریخ کے سینہ میں محفوظ ہے کہ مسئلہ کشمیر کے سب سے مجرم کون لوگ ہیں اور آج وہ لوگ کیا کرتے ہیں اس وقت ان قادیانیوں نے منظم ہو کر جو رول ادا کیا اس کی ایک سازشی کڑی فرقان بٹالین ہے۔ تاریخ کے آئینہ میں کیا کچھ اس سلسلہ میں محفوظ ہے مختصر عرض کروں گا۔

لیکن اس سے قبل چند سطور کشمیر کے تاریخی پس منظر اور اس کی جغرافیائی اہمیت پر پیش کرتا ہوں اس لیے کہ اکثر حضرات اس سے ناواقف ہیں۔

ریاست جموں و کشمیر دنیا کے حسین ترین خطوں میں شمار ہوتا ہے اور یہ حسن قدرتی ہے اسی لیے اس کو جنت نظیر کہا جاتا ہے۔ اس کا شمار دنیا کے ان حساس مقامات میں ہوتا ہے جن کی جغرافیائی اور سیاسی اہمیت و حیثیت بڑی اہم ہے۔ اس ریاست کشمیر کی سرحدیں بھارت، پاکستان، چین، روس، افغانستان سے ملتی ہیں۔

دفاعی اعتبار سے ریاست جموں و کشمیر کی پہاڑیاں، پاکستان کے لیے دفاعی حصار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ریاست کی سات سو میل لمبی سرحد پاکستان سے ملتی ہے۔ سندھ، جہلم، چناب جیسے دریاؤں کا منبع کشمیر ہی ہے آزادی سے قبل ریاست کی سڑکیں اور ریلوے کی لائنیں پاکستان سے ملتی تھیں۔ اور کشمیری مصنوعات اور پھلوں، اور سبزیوں کی سب سے بڑی منڈی راولپنڈی ہوا کرتی تھی، تہذیبی، دینی اور سیاسی علاقائی اور نسلی اعتبار سے ریاست جموں و کشمیر پنجاب و سرحد ایک دوسرے کا جزو لاینفک ہیں۔

مختصر خاکہ کشمیر کی تاریخی حیثیت،

ریاست جموں و کشمیر کا مجموعی رقبہ ۸۴۴۷۱ مربع میل ہے تقریباً ۵ ہزار مربع میل موجودہ آزاد کشمیر ہے اور ۲۸ ہزار مربع میل گلگت، بلتستان کا آزاد علاقہ ہے بقیہ ۵۲ ہزار مربع میل پر برہمن سامراج کا غاصبانہ تسلط ہے جو مقبوضہ کشمیر کے نام سے پکارا جاتا ہے اور جہاں آج مسلح جہاد شروع ہے اور انشاء اللہ بہت جلد ہی فتح نصیب ہوگی ریاست جموں و کشمیر کی موجودہ آبادی تقریباً سوا کروڑ کے قریب ہے ۱۹۷۱ء کی مردم شماری کے اعتبار سے اس میں ۸۰ فیصد مسلمان ہیں ہندو سامراج نے اس آبادی کو کم کرنے کے لیے کئی طریقے اختیار کیے مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ بارہویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی تک یہاں پر مسلمان حکومتیں رہی ہیں شہاب الدین غوری کے عہد میں پورا کشمیر مشرقی و مغربی پنجاب صوبہ سرحد اور سندھ میں کشمور تک کا علاقہ اور آج کا پورا افغانستان نیز روسی و چینی ترکستان کے اکثر علاقے مسلمانوں کی اس عظیم ریاست میں شامل تھے۔ ۱۳۲۵ء میں ریاست جموں و کشمیر کو اسلام نے اپنی حیات بخش ضیا پاشیوں سے منور کیا جب کشمیر کا بدھ حکمران رنچن شاہ حضرت بلبل شاہ کے ہاتھ پر ایمان لایا تو اس نے سلطان صدرالدین کا لقب اختیار کیا۔ ۱۳۲۵ء سے ۱۵۸۸ء تک یہاں مقامی مسلمانوں کی حکومت رہی ۱۵۸۸ء سے ۱۷۵۲ء تک مغلیہ خاندان کی حکومت رہی مغلوں کے بعد ۱۷۵۳ء سے ۱۸۱۹ء تک افغانیوں کی حکومت رہی۔

انیسویں صدی میں برصغیر کے مسلمانوں کے زوال کا آغاز ہوا تو موقع سے فائدہ اٹھا کر ۱۸۱۹ء میں سکھوں نے کشمیر پر قبضہ کر لیا۔ ۱۸۴۶ء میں جب انگریز برصغیر پر قابض ہوگئے تو انہوں نے کشمیر کو سکھوں سے چھین کر ۷۵ لاکھ روپے نانک شاہی کے عوض جموں کے ایک ڈوگرہ جاگیردار گلاب سنگھ کے ہاتھ فروخت کر دیا اور اسے معاہدہ امرتسر کا نام دیا گیا یہ معاہدہ ۱۶ مارچ ۱۸۴۶ء کو طے پایا گیا لیکن ڈوگرہ کے ظلم و تشدد نے مسلمانوں کو مجبور کیا تو انہوں نے آواز حق بلند کی جس کی وجہ سے ان کو درختوں کے ساتھ لٹکا کر کھالیں نکالی گئیں اور آج بھی وہ درخت منگ راولاکوٹ میں اس کی گواہی دیتے ہیں۔

کشمیر کے باغیرت مسلمان اس دور سے آزادی کے حصول کے لیے قربانیاں دیتے آرہے ہیں۔ ۱۹۳۱ء میں چند ایسے واقعات رونما ہوئے جنہوں نے جلتی پر تیل کا کام دیا۔ جس سے مسلمانوں میں نیا جذبہ ابھرا اور عزم و حوصلہ عطا کیا صرف ایک دو واقعات حاضر خدمت ہیں ۲۹ اپریل ۱۹۳۱ء کو جموں میں خطبہ عید پر پابندی لگی توہین قرآن ہوئی۔ اس پر پورے کشمیر کے مسلمان بیدار ہو کر باہر نکل آئے جن کی قیادت میر واعظ مولوی محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کر رہے تھے پھر ۲۱ جون ۱۹۳۱ء کو سید علی ہمدانی کی خانقاہ پر مسلمانوں کا عظیم اجتماع ہوا اس میں ایک نوجوان نے خطاب کیا کہ آزادی کو طاقت کے ذریعہ حاصل کیا جائے گا تو پھر اس نوجوان کو گرفتار کر لیا گیا ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کو سینٹرل جیل سری نگر میں اس کے مقدمہ کی سماعت کے لیے مسلمانوں کا ایک عظیم اجتماع ہوگیا اس وقت جب نماز کا وقت ہوا تو ایک نوجوان نے آگے بڑھ کر اذان دینی شروع

دسمبر کے اعلان میں تو بڑے محتاط انداز میں صرف اتنا ہی کہا گیا تھا کہ :-

(۱) درخواستیں مخاطب کرنے والی جگہ چھوڑ دیں۔

(۲) یہ بھی لکھیں کہ وہ کیوں براہ راست راولپنڈی جا کر اپنا تمغہ جات حاصل نہیں کر سکا۔

(۳) لیکن ۳۰ مارچ کے اعلان میں نہ صرف ان دونوں محتاط باتوں کا ذکر نہیں کیا بلکہ کس قدر آگے بڑھتے ہوئے کہا گیا کہ۔

(الف) درخواستوں پر وہی نام ہوں جو "فرقان" میں لکھوایا گیا تھا کمی بیشی نہ ہو۔

(ب) گواہ کے طور پر پریذیڈنٹ یا متعلقہ امیر مقامی (قادیانی)

جماعت کے دستخط ثبت کرائے جائیں۔

(ج) درخواست براہ راست ملک محمد رفیق ربوہ کے نام بھیجی جائے

(د) تمغہ جات بھی ربوہ آئیں گے۔

تمغہ جات کی اطلاع الفضل میں شائع ہوگی۔

(د) احباب ربوہ ہی سے اپنے اپنے تمغہ جات وصول کر سکیں گے۔

یہ معاملہ فوج کا ہے جو ایک حساس ادارہ ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ ملک و ملت کی سالمیت کا بھی معاملہ ہے جو اشد ضروری ہے اس لئے ہم اپنی طرف سے کچھ کہے بغیر، حسب ذیل امور پر روشنی ڈالنے کی درخواست کریں گے۔

(۱) کسی بھی مذہبی گروہ خواہ وہ ہندو ہو عیسائی ہو مسلمانوں کے مختلف گروہ ہیں مختلف مسالک ہوں کسی کو یہ اجازت نہیں کہ وہ فوج جیسے عظیم المرتبت اور انتہائی غیر جانبدار محکمے میں اپنے مذہب یا فرقے کی بنیاد پر کوئی بٹالین یا بریگیڈ منظم کر سکیں۔

(۲) کیا اس سے پہلے کوئی مثال اس قسم کی ریکارڈ پر ہے کہ فوجی خدمات انجام دینے والے افراد کے اعزازات و تمغہ جات کسی سیاسی غیر سیاسی، مذہبی جماعت یا کسی مسلم غیر مسلم قوم یا کسی فرقے اور گروہ کے توسط سے تقسیم کئے گئے ہوں

(۳)۔ کیا ایسی کوئی مثال اس سے قبل عملاً قائم ہوئی ہے کہ حکومت کی عطا کردہ فوجی اسناد و تمغہ جات حکومت کے دفاتر سے براہ راست طلب ہی نہ کیے جاسکیں اور یہ اعلان کوئی فرقہ یا جماعت برسر عام کردے کہ فوج کے فلاں شعبہ کے افراد اپنے تمغہ جات صرف فلاں جماعت ہی سے حاصل کر سکیں گے؛ جیسا کہ اس اعلان ۲۲ مارچ میں صراحتاً کیا گیا ہے کہ وہ تمغہ جات ربوہ منگوائیں گے اور یہاں پہنچنے پر الفضل میں اطلاع کر دی جائے گی اور تمام احباب یہاں آ کر وصول کریں گے۔

یہ ہی متوقع ہیں کہ ان سوالات کو مستحق التفات سمجھا جائے گا تاکہ الفضل کے مذکورہ اعلانات اور تحقیقاتی عدالت کی اس توثیق سے کہ فرقان بٹالین خالص قادیانی بٹالین ہے عوام اس حقیقت سے آگاہ ہو جائیں۔

اس خطرناک سازش کے بعد جو سوالات ایک مخلص باغیرت محب وطن پاکستانی مسلمان کے دل میں ابھرتے ہیں ان کا تشفی بخش جواب مل جائے اور فوج جیسی واجب الاحترام تنظیم کے بارے میں کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہو؛ مزید برآں ایک پہلو ارباب اختیار کے براہ راست سوچنے کا یہ بھی ہے کہ فوج کے جس حصے کو تمغہ جات ربوہ کے ذریعہ حاصل ہوئے کیا ان کی دلچسپیوں اور وفاداری کا مرکز فوج کا ہیڈ کوارٹر ہوگا یا ربوہ؟ آج بھی پاکستان و کشمیر کی سرحدات پر انتہائی خطرناک حالات پیدا کیے جارہے ہیں۔ اسرائیل کے کمانڈوز کشمیر کی سرحدات میں داخل ہو چکے ہیں۔ ان کے کیا منصوبے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں اس لیے ہر محب وطن پاکستانی و کشمیری کا فرض ہے کہ وہ دشمنان ملک و ملت پر گہری نظریں رکھیں اور ان کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملائیں ورنہ، حالات کا مقابلہ کرنا مشکل ہو جائے گا۔

چونکہ حالات جنگ کا بگل بجا جا رہا ہے اور یہ مسئلہ ملک و ملت کی سالمیت سے متعلق ہے اس لیے اس پر غور بھی اسی سپرٹ سے ہونا چاہیئے اور پاکستان و کشمیر کی سرحدات پر صرف اور صرف مسلمان جرنیلوں کو متعین کرنا چاہیئے جن کا مذہبی عقیدہ جہاد حرام ہے۔ وہ کب جہاد میں نیک کردار ادا کریں گے۔ وہ ہر وقت اس جہاد کو ناکام کرنے والی کاروائیاں کریں گے اور یہ حقیقت ہے سابقہ مشاہدات گواہ ہیں۔

تمام قادیانی سرکاری محکموں کے اہم راز چوری کرتے ہیں ایک مثال آپ کے سامنے حاضر خدمت کرتا ہوں کہ عثمان والے کا جمال طیب نے ریلوے کا سال بھر کا سامان گارڈ سلیپر پانچ من کے قریب رائفل کی گولیاں بنانے کا سکہ چوری کر کے ربوہ میں کردی تو اسے گولی مار کر شہید کر دیا گیا اسی طرح دوسرا نوجوان آگے آیا دوسرا لفظ اذان کا پڑھا تو اس کو بھی گولی مار کر شہید کر دیا گیا اسی طرح ۲۲ نوجوانوں نے جام شہادت نوش کر کے اذان مکمل کی جو تاریخ کشمیر کا ایک سنہری باب ہے۔ جس پر علامہ اقبال نے کیا خوب کہا۔

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستان کا وجود
ہوتی ہے بندہ مومن کی اذان سے پیدا۔

اس کے بعد جب ہندو سامراج کو معلوم ہو گیا کہ اب مزید ہم ان کے حق آزادی کو غصب نہیں کر سکتے تو قادیانیوں کے ذریعہ دوسری سازش کی باؤنڈری کمیشن میں ظفر اللہ اور دوسرے قادیانی جماعت کے رہنماؤں نے اہم حصہ لیا جو ایک تاریخی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا ان ہی کی سازشوں سے کشمیر ہم سے کٹ گیا اور آج تک وہاں کے مسلمان تختہ مشق بنے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد پھر دوسری اہم سازش فرقان بٹالین کے روپ میں کی جس کو تاریخ نے یوں رقم کیا ہے۔

یہ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو معراکے سیالکوٹ میں منظم کی گئی اور اس وقت کے پاکستان افواج کے کمانڈر انچیف جنرل گریسی کی معاونت کے لیے مہیا کی گئی حقیقت میں یہ ایک جاسوس گروپ تھا جس کا دوسرا اہم انگریز قادیانی گٹھ جوڑ کا نتیجہ کہا جائے۔ جن کی جاسوسی پر ان کو کشمیر میڈل دیا گیا یہ [illegible] کا المیہ تھا۔ فرقان بٹالین قادیانیوں کی طرف سے فوج کے متوازی فورس قائم کی تھی جس کے بارے میں تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ (اردو ترجمہ) کے ص ۲۱۱ پر لکھا ہے کہ احمدی ایک متحدہ منظم جماعت ہے اس کا صدر مقام ایک خالص احمدی قصبہ میں واقع ہے جہاں ایک مرکزی تنظیم قائم ہے جس کے مختلف شعبے ہیں۔

مثلاً امور خارجہ، امور داخلہ، امور عامہ، امور نشر و اشاعت یعنی وہ شعبے جو باقاعدہ سیکرٹریٹ کی تنظیم میں ہوتے ہیں وہ سب یہاں موجود ہیں (یعنی حکومت کے اندر حکومت ان کے پاس رضاکاروں کا ایک جیش بھی ہے جس کو خدام احمدیہ جس کا پرانا نام فرقان بٹالین ہے اور یہ خالص قادیانی ہے جو کشمیر میں خدمت انجام دے چکی ہے اب آپ ذرا قادیانی تحریرات کو ملاحظہ فرمائیں فرقان بٹالین کے متعلق۔

اسی فرقان بٹالین کے بارے میں قادیانیوں کا رسالہ الفضل مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۶۵ء حسب ذیل اعلان شائع ہوا۔

حکومت کی طرف سے ۲ مئی ۱۹۴۸ء سے ۳۱ دسمبر ۱۹۴۸ء کے درمیان ایک مدت معینہ تک جہاد کشمیر میں حصہ لینے والوں کے لیے "تمغہ دفاع کشمیر" ۱۹۴۸ء معہ کلاسپ منظور ہوا ہے لہٰذا وہ مجاہدین جنہوں نے فرقان فورس کی ابتداء سے ۳۱ دسمبر ۱۹۴۸ء کے درمیان جہاد میں حصہ لیا ہے وہ اپنی اپنی درخواست (مخاطب کرنے والی جگہ چھوڑ دیں) یہ مطالبہ کرتے ہوئے مجھے بھجوا دیں کہ فلاں وجہ کی بناء پر خود راولپنڈی آ کر اپنا میڈل حاصل کرنے سے قاصر ہیں لہٰذا بذریعہ ڈاک ان کو بھجوا دیا جائے اپنے نام کے ساتھ ولدیت کا ذکر

کریں تاکہ ریکارڈ میں نام تلاش کرنے میں سہولت رہے

خاکسار محمد رفیق ملک

دارالصدر غربی ربوہ

اس کے بعد ۲۳ مارچ ۱۹۶۶ء کو الفضل میں اعلان حسب ذیل شائع ہوا۔

کشمیر میڈل کے بارے میں دسمبر ۱۹۶۵ء میں الفضل میں اعلان کیا گیا تھا اس سلسلہ میں جو پتہ جات موصول ہوئے اس کی اطلاع متعلقہ دفتر کو راولپنڈی کر دی گئی تھی امید ہے کہ اُن کی طرف تمغہ جات پہنچ چکے ہیں۔ جن احباب کو ابھی تک تمغہ جات نہیں ملے اس کے حصول کے لیے تبدیل شدہ طریقہ کار اختیار کریں اب اس نے مجاز مجاہدین یعنی جنہوں نے فائر بندی کی تاریخ ۳۱ دسمبر ۱۹۴۸ء تک ۴۵ دن فرقان فورس میں خدمت کی ہو وہ مندرجہ ذیل نمونہ کے مطابق رسید تیار کرکے اور اس پر اپنے دستخط کرکے نام وہی ہو جو فرقان میں لکھوایا تھا کمی بیشی نہ ہو اور گواہ کے طور پر پریذیڈنٹ یا متعلقہ امیر مقامی کے دستخط ثبت کرا کے خاکسار کو بھجوا دیں یہ رسیدات اکٹھی ہونے پر راولپنڈی بھجوا کر تمغہ جات یہاں ربوہ منگوائے جائیں گے یہاں پہنچنے پر الفضل کے ذریعہ سب کو اطلاع کر دی جائے گی اس صورت میں احباب اپنے اپنے تمغہ جات یہاں سے حاصل کر سکیں گے۔ رسیدات بھجوانے کی وہی احباب تکلیف فرمائیں جنہوں نے ۳۱ دسمبر ۱۹۴۸ء تک پورے ۴۵ دن خدمت کی ہو نیز ان رسیدات کے ساتھ کوائف بھجواتے وقت اپنے نمبر ولدیت اور جہاں سے فرقان میں شامل ہوئے تھے اس پتہ سے ضرور اطلاع دیں نمونہ رسید درجہ ذیل ہے

(ملک محمد رفیق، دارالصدر غربی ربوہ)

پہنچایا اس کی پیٹیاں نہیں پکڑی گئی ربوہ میں زمین میں دبایا ہوا مال نہیں نکالا گیا؟ اسی طرح فرقان بٹالین کے پاس جو فوجی سازوسامان تھا اس کی مختصر فہرست حاضر خدمت ہے

(۱) مکمل فوجی وردیاں جوانوں سے اعلیٰ فوجی افسر تک ۴۰۰/-
۲۔ تھری ناٹ تھری کی رائفلیں ———— ۵۹۹/-
۳۔ موٹر ———— ۲۲۶/-
۴۔ سائز کے گرینیڈ بم ———— ۷۲/-
۵۔ مشین گن ———— ۲۰/-

باقی ص ۲۵ پر

ہائیکورٹ کے مرزائیوں سے سات سوالات کا

تاریخی جواب الجواب۔

از قلم مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد چیف جسٹس پنجاب ہائیکورٹ مسٹر منیر اور ان کے ایک ساتھی جج مسٹر ایم آر کیانی کو اس سارے معاملہ کی تحقیقات پر متعین کیا گیا۔ اس مقدس تحریک کا نام اس وقت کی مرزائی نواز حکومت نے فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء رکھا۔ اور عدالت کا نام منیر انکوائری کمیشن رکھا گیا۔ اس عدالت نے آٹھ نو ماہ تک انکوائری کو شیطان کی آنت کی طرح لمبا کیا اور جب ملک کے حالات پرسکون ہو گئے تو ایک لمبی تڑنگی رپورٹ شائع کر دی اس عدالت نے مرزائیوں سے سات سوالات دریافت کئے تھے، مرزائیوں نے اپنے روایتی دجل سے ان کا جواب بھی دجل آمیز عبارتوں میں دیا۔ جس میں مغالطے دینے کی کوشش کی گئی تھی۔ مرزائیوں کی کتاب الحیل اور تاویل تو مشہور ہے ان حیلوں اور تاویلوں اور دجل و فریب سے انہوں نے جوابات دے کر عدالت کے مواخذہ سے بچنے کی کوشش کی۔ جس پر اسلام کی رو سے ان مرتدوں کا مقام متعین ہو سکتا تھا۔ اس سے بچنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ مولانا محمد علی جالندھری نے ان سوالات کے جواب الجواب میں درج ذیل رسالہ تحریر کیا اور اسے عدالت میں داخل کیا گیا۔ ہم نئی نسل کو فتنہ قادیانیت کی فتنہ سامانیوں سے آگاہ کرنے کے لئے اس عظیم مناظر اسلام، قاطع قادیانیت، پاسبان ناموس رسالت کی ذیشان تحریر کو دوبارہ شائع کرنے کا اعزاز حاصل کر رہے ہیں۔ تاکہ قارئین ان کی اس تحریر سے ان کی ذہانت، فطانت اور قوت استدلال سے آگاہ ہو کر ان کی عظمت اور ان کی شخصیت کا اندازہ لگا سکیں۔

قیمت دس روپے بمعہ ڈاک خرچہ

ملنے کا پتہ: دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان فون: ۴۰۹۷۸

ریاض سعودی عرب میں کشمیر کانفرنس

رپورٹ محمد اکرم فضل ایم اے

سعودی عرب میں مسلمانانِ عالم کو درپیش مسائل اور ان کے ممکنہ حل کے حوالے سے جہاں سعودی حکومت کی جانب سے دامے درمے اور سخنے امداد کا بندوبست یا کوشش کی جاتی ہے وہاں سعودی حکومت کے دیگر اداروں اور تنظیموں کی طرف سے وقتاً فوقتاً مختلف مقامات اور مساجد میں اس قسم کے پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں۔ ان اداروں میں سے "دعوۃ الارشاد" الندوۃ العالمیۃ للشباب الاسلامی (WAMY) رابطہ عالم اسلامی اور مختلف جامعات ریونیورسٹیاں خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سعودی حکومت اور ان اداروں کے منتظمین کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین۔

جب سے روسی استعمار افغانستان میں داخل ہوا اور مجاہدین افغانستان نے اس کی مزاحمت اور اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے اس کو واپس روس دھکیل دیا تو سعودی حکومت اور سعودی عوام کی قربانیاں بھی اس جہاد میں یقیناً شامل تھیں۔

گزشتہ دنوں رابطہ عالم اسلامی الریاض کے تعاون سے پاکستانی کمیونٹی خصوصاً کشمیری بھائیوں کی طرف سے رابطے کے الریاض دفتر کے ہال میں "کشمیر کانفرنس" کا اہتمام کیا گیا تھا جس کی صدارت کے فرائض محمد کبیر بٹ نے سرانجام دیئے۔ اور سٹیج سیکرٹری کے فرائض محمد اعظم نے انجام دیئے جبکہ اس کانفرنس سے خطاب کرنے والے مقررین محمد اشرف بلال، محمد فاروق شاہ، ڈاکٹر ابراہیم القعید اور پروفیسر الیف الدین ترابی تھے۔ ان تمام مقررین کا تعلق مقبوضہ کشمیر اور آزاد کشمیر سے ہے جبکہ ڈاکٹر ابراہیم القعید سعودی باشندے ہیں اور الندوۃ العالمیۃ للشباب الاسلامی (WAMY) کے اسسٹنٹ سیکرٹری جنرل ہیں۔

کانفرنس کی کارروائی کا آغاز قاری غلام محمد نے تلاوت کلام پاک اور اس کے ترجمے سے کیا اور کانفرنس ہال میں جہاد اسلامی سے متعلق قرآنی آیات، احادیث اور آزادی کی ایک ہی راہ الجہاد الجہاد کے کتبے آویزاں تھے۔ اس کانفرنس کے پروگرام کا اعلان گزشتہ تین چار ہفتوں سے کیا جا رہا تھا۔ واضح ہو کہ ریاض میں مقیم کشمیریوں کی طرف سے قبل ازیں بھی اس سلسلہ کے کئی پروگرام منعقد کرائے جا چکے ہیں۔ اور آئندہ بھی وقتاً فوقتاً ایسے ہی مفید پروگرام زیرِ ترتیب ہیں۔

تلاوت کلام پاک کے بعد سٹیج سیکرٹری نے ورلڈ کشمیر فریڈم موومنٹ کے قیام سے لے کر آج تک اس تنظیم کی عالمی سطح پر آزادی کشمیر کے لیے کی گئی کوششوں اور سرگرمیوں کی تفصیل بیان کی اور کشمیر پر بھارت کے غاصبانہ قبضہ اور کشمیر اور کشمیریوں کے وجود کو ختم کرنے اور جذبۂ آزادی کی تحریک کو کچلنے کے لیے مذموم حرکات کی تفصیل پیش کی اور یہ کہ کشمیر کا بہت بڑا حصہ بھارتی حکومت اور اس کے غنڈوں اور اس کی فوج کے ہاتھوں سے تباہ ہو چکا ہے اور بھارت نے آزادی کی تحریکوں کو ختم کرنے کے لیے ظلم کی انتہا کر دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کشمیری عوام کی جدوجہد آزادی کو اب کسی طرح ختم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ کشمیری نہ صرف کشمیر میں بلکہ پوری دنیا میں متحد اور منظم ہو چکے ہیں اور اب بھارتی حکومت کی چالوں اور اس کے اوچھے ہتھکنڈوں کو اچھی طرح جان چکے ہیں اور اب بھارتی حکومت کے مظالم اور انسانی حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کے عمل کو پوری دنیا میں عالمی پریس اور کانفرنسوں کے ذریعے سے واضح کیا جائے گا۔ تاکہ بھارت کو سلامتی کونسل کی طے کردہ قرار دادوں پر عمل کرنے پر مجبور کیا جا سکے۔ سٹیج سیکرٹری نے اس سلسلے کی ۱۳ر جولائی ۱۹۹۱ء کو امریکہ میں عالمی کشمیر کانفرنس کے انعقاد کا ذکر کیا جو متواتر ۷ گھنٹے تک جاری رہی اور جس میں پوری دنیا سے چیدہ چیدہ شخصیات کو دعوت دی گئی تھی۔ اس بین الاقوامی کانفرنس میں ۳۰ ہزار افراد کے دستخطوں سے کشمیر کی آزادی کے لیے میمورنڈم تیار کیا گیا جسے بعد ازاں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو پیش کیا گیا۔

محمد اشرف بلال نے اپنی تقریر کا آغاز قرآن مجید کی اس آیت کریمہ سے کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کی راہ میں جہاد اور قتال کرتے ہیں۔ اس کے بعد ۱۳ر جولائی ۱۹۳۱ء کے دن کے حوالے سے انہوں نے واضح کیا کہ مسلمان اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لیے اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتے اور ۱۳ر جولائی ۱۹۳۱ء کے اس واقعہ کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا کہ جب اذان کی تکمیل کرتے ہوئے ۲۲ر کشمیری مسلمانوں نے باری باری جام شہادت نوش کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ۱۹۳۱ء کے بعد سے مسلسل کشمیری مسلمان پے در پے قربانیاں دیتے چلے آ رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ آزادی حاصل کر کے دم لیں گے۔

محمد اشرف بلال کے بعد محمد فاروق شاہ نے کشمیر کی آزادی اور مسلمانوں کی قربانیوں اور عزم صمیم سے متعلق نظم پیش کی۔

سٹیج سیکرٹری نے پروفیسر الیف الدین کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ پروفیسر مذکور کا تعلق اصلاً مقبوضہ کشمیر سے ہے۔ اور آپ نے سری نگر کالج سے گریجویشن کیا ہے اور ۱۹۶۳ء میں عملاً وہاں پر جدوجہد آزادی کے لیے حصہ لیا اور تب سے اب تک وہ جہاں کہیں بھی گئے آزادی کی تڑپ کو دل میں محسوس کیا اور آزادی کشمیر کے لیے ہر موقع پر بھرپور سرگرمی سے حصہ لیا۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم اے کیا اور بعد ازاں جامعہ القریٰ مکۃ المکرمہ میں تعلیم حاصل کی۔ آپ کئی کتب کے مصنف ہیں اور آج کل تحریک مجاہدین کشمیر میں سرگرم رکن کی حیثیت سے مصروف جہاد ہیں۔

پروفیسر الیف الدین ترابی نے کہا کہ وہ تحریک جو ایک اذان کے بلند ہونے پر شروع ہوئی تھی اور جس کے دوران ۲۲ر آدمی شہید ہوئے تھے۔ ۱۹۳۱ء سے چل کر اب ایسے موڑ پر آ پہنچی ہے کہ آج پوری دنیا میں اس آواز کو جدوجہد کو محسوس کیا جا رہا ہے اب مجاہدین کشمیر اپنی جان کی بازی لگا کر اور اپنا سب کچھ قربان کر کے کشمیر

باقی صفحہ ۲۵ پر

قسط نمبر ۳

یہ ہے قادیانی مذہب

یہ مضمون مملکت عربیہ سعودیہ نے حج کے ایام میں شائع کر کے تقسیم کیا۔ بعض باتیں اس میں توجہ طلب ہیں۔
پھر بھی ہم اسے بلا ترمیم و تنسیخ شائع کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

اس کا دعویٰ کہ انبیائے اس کی شہادت دی ہے!!!

وہ دعویٰ کرتا ہے کہ صالح نے اس کی شہادت دی

اپنی کتاب "مکتوب احمد" میں صفحہ ۱۲ پر وہ کہتا ہے:

حقیقتاً صالح نے میری صداقت کی شہادت میری دعوت سے بھی پہلے دی۔ اور کہا کہ وہ ہی عیسیٰ مسیح تھا جو آنے والا تھا۔ اس نے میرا اور میری زوجہ کا نام بتایا اور اس نے اپنے ۔۔ اپنے پیروؤں سے کہا: مجھے میرے رب نے ایسا ہی بتایا ہے لہٰذا میری یہ وصیت مجھ سے لے لو!"

نزول مسیح کے بارے میں اس کے متضاد بیانات کبھی اس کا انکار، کبھی اقرار، کبھی اس کی تاویلات، رفع مسیح کا بھی باری باری انکار، اقرار اور تاویل

"مکتوب احمد" صفحہ ۴۹ پر وہ کہتا ہے:

فی الحقیقت تم نے سنا ہوگا کہ ہم قرآن کے بیان مریح کے مطابق مسیح اور اس کے رفیق کے نزول کے قائل ہیں، ہم اس نزول کے برحق ہونے کو واجب تسلیم کرتے ہیں ہمیں یا کسی اور کو اس سے مفسدوں کی طرح منحرف نہیں ہونا چاہئے۔ نہ ہی کسی کو اس کے اقرار پر متکبرین کی طرح آزردہ ہونا چاہئے۔"

حمامۃ البشریٰ کے صفحہ ۱۱ پر وہ کہتا ہے: "اس لقب کے بعد میں سوچا کرتا تھا کہ مسیح ایک غیر ملکی تھا اور اس پوشیدہ راز کے ظاہر ہو جانے تک جو خدا نے اپنے بہت سے بندوں سے ان کا امتحان لینے کے لئے چھپا رکھا تھا، میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ میں ہی مسیح موعود تھا اور میرے رب نے ایک الہام میں مجھے عیسیٰ ابن مریم کہہ کر پکارا اور کہا:

"اے عیسیٰ میں تمہیں اپنے پاس بلاؤں گا۔ تمہیں اپنے تک اٹھاؤں گا اور تمہیں ان لوگوں سے اونچا مرتبہ دوں گا جو یوم القیامت پر ایمان نہیں لائے۔ ہم نے تمہیں عیسیٰ ابن مریم بنایا۔ اور تمہیں ان لوگوں سے پاک کر دوں گا جنہوں نے کفر کیا۔ ہم نے تمہیں عیسیٰ ابن مریم بنایا اور تمہیں لیسے مرتبہ پر فائز کیا جس سے مخلوق لاعلم ہے۔ اور میں نے تمہیں اپنی توحید اور انفرادیت کے مرتبہ پر فائز کیا اور آج تم میرے ساتھ ہو اور مضبوطی و حفاظت کے ساتھ متمکن ہو۔"

صفحہ ۹۰ پر وہ کہتا ہے:

کیا انہوں نے اس حقیقت پر غور نہیں کیا ہے کہ خدا نے قرآن میں ہر وہ اہم واقعہ بیان کیا ہے جو اس نے دیکھا پھر اس نے نزول مسیح کے واقعہ کو اس کی عظیم اہمیت اور انتہائی معجزانہ ماہیت کے باوجود کیسے چھوڑ دیا۔ اگر یہ سچا واقعہ تھا تو اس کا ذکر کیوں چھوڑ دیا جبکہ یوسف کی کہانی دہرائی۔ خدا نے کہا:

"ہم تمہیں بہترین قصے سناتے ہیں۔"

اور اس نے اصحاب کہف کا قصہ سنایا اس نے کہا:

"یہ ہماری عجیب نشانیوں میں سے ہیں" لیکن اس نے آسمان سے نزول مسیح کے بارے میں اس کی وفات کے ذکر کے بغیر کچھ نہیں کہا۔ اگر نزول کی کوئی حقیقت ہوتی تو قرآن نے اس کا ذکر ترک نہ کیا ہوتا بلکہ اسے ایک طویل سورۃ میں بیان کیا ہوتا اور اسے کسی دوسرے قصے کی نسبت بہتر بنایا ہوتا کیونکہ اس کے عجائبات صرف اس سے مخصوص ہیں اور کسی دوسرے قصے میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ وہ اسے امت کے لئے ختم دنیا کی نشانی بنا دیتا۔ یہ اس کا ثبوت ہے کہ یہ الفاظ اپنے حقیقی معنوں میں استعمال نہیں کئے گئے ہیں بلکہ اس گفتگو میں اس سے ایک عظیم مجدد مراد ہے۔ جو مسیح کے نقش قدم پر اس کے مثیل و نظیر ہو گا۔ اسے مسیح کا نام اسی طور پر دیا گیا تھا جس طرح کچھ لوگوں کو عالم رویا میں کسی دوسرے کے نام سے پکارا جاتا ہے۔"

اسی کتاب کے صفحہ ۱۴ پر وہ کہتا ہے:

"وہ کہتے ہیں کہ مسیح آسمان سے نازل ہوگا، دجال کو قتل کرے گا اور عیسائیوں سے جنگ کرے گا۔ یہ تمام خیالات خاتم النبیین کے الفاظ کے بارے میں سوء فہمی اور غور و فکر کی کمی کا نتیجہ ہیں۔"

نزول ملائکہ کے بارے میں اس کی توضیح اور اس کا اعادہ کہ وہ خدا کے بازو ہیں

حمامۃ البشریٰ کے صفحہ ۹ پر وہ کہتا ہے:

"اور دیکھو ملائکہ کو کہ خدا نے ان کی اپنے بازوؤں کے طور پر کیسے تخلیق کی۔"

"تحفہ بغداد" کے صفحہ ۳۴ پر وہ لکھتا ہے:

"اور ہم فرشتوں، ان کے قربوں اور درجوں پر ایمان رکھتے ہیں کہ نزول انوار کی طرح ہوتا ہے نہ کہ ایک انسان کی ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل و حرکت کی طرح۔ وہ اپنا مقام نہیں چھوڑتے۔"

ہندوستان میں برٹش شہنشاہیت سے وفاداری اور جہاد کی موقوفی

تریاق القلوب کے صفحہ ۱۵ پر غلام احمد کہتا ہے:

"میں نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ درحقیقت برٹش حکومت کی تائید و حمایت میں گذارا ہے وہ کتابیں جو میں نے جہاد کی موقوفی اور انگریزی حکام کی اطاعت کی فرضیت پر لکھی ہیں وہ ۵۰ الماریاں بھرنے کے لئے کافی ہیں یہ سبھی کتابیں مصر، شام، کابل اور یونان اور عرب ممالک میں شائع ہوئی ہیں۔"

ایک دوسری جگہ وہ کہتا ہے:

"اپنی نوجوانی کے زمانے سے۔ اور اب میں ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ رہا ہوں میں اپنی زبان اور قلم کے ذریعہ مسلمانوں کو مطمئن کرنے کی کوشش میں لگا ہوں کہ وہ انگریزی حکومت کے وفادار اور مددگار رہیں۔ میں جہاد کے تصور کو رد کرتا رہا ہوں جس پر ان میں سے کچھ جاہل ایمان رکھتے ہیں اور جو انہیں اس حکومت کے تئیں وفاداری سے روکتا ہے۔"

(انگریزی کتاب شہادۃ القرآن مصنفہ غلام احمد قادیانی طبع ششم، صفحہ ۱۰)

اسی کتاب میں وہ لکھتا ہے "مجھے یقین ہے کہ جیسے جیسے میرے پیروؤں کی تعداد بڑھے گی جہاد پر ایمان رکھنے والوں کی تعداد میں کمی ہوگی۔ کیونکہ میرے مسیح اور مہدی ہونے پر ایمان لانے کے بعد جہاد سے انکار لازمی ہے (صفحہ ۱۷)"

ایک دوسری عبارت میں وہ کہتا ہے:

"میں نے عربی، فارسی اور اردو میں درجنوں کتابیں لکھی ہیں جن میں میں نے وضاحت کی ہے کہ انگریزی حکومت کے خلاف جو ہماری محسن و مربی ہے۔ جہاد بنیادی طور سے ناجائز ہے۔ اس کے برخلاف ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ پوری وفاداری کے ساتھ اس حکومت کی اطاعت کرے۔ ان کتابوں کی اشاعت پر میں نے بڑی بڑی رقمیں خرچ کی ہیں اور انہیں اسلامی ممالک میں بھجوایا ہے۔ اور مجھے معلوم ہے کہ ان کتابوں نے اس ملک (ہندوستان) کے باشندوں پر نمایاں اثر چھوڑا ہے۔ میرے پیروؤں نے یقیناً ایک ایسے فرقے کی تشکیل کی ہے جس کے دل اس حکومت کے تئیں اخلاص اور وفاداری سے معمور ہیں۔ وہ انتہائی طور سے وفادار ہیں اور مجھے یقین ہے کہ وہ اس ملک

میں اپنا کام مکہ یا مدینہ میں ٹھیک طور سے نہیں کر سکتا نہ ہی یونان، شام، ایران یا کابل میں۔ لیکن میں یہ اس حکومت کے تحت کر سکتا ہوں جس کی عظمت و نصرت کے لئے میں ہمیشہ دعا کرتا ہوں۔"

(تبلیغ رسالت، مصنفہ مرزا غلام احمد، جلد چہارم صفحہ ۶۹)

وہ آگے کہتا ہے:

"تھوڑا غور و فکر کرو اگر تم اس حکومت کے سائے کو چھوڑ دوگے تو روئے زمین پر کون سی جگہ تمہیں پناہ ملے گی؟ کسی ایک حکومت کا نام بتاؤ جو تمہیں اپنی حفاظت میں لینا قبول کرے۔ اسلامی حکومتوں میں سے ہر ایک تمہارے وجود پر سخت غضبناک ہے، تمہارے خاتمہ کے لئے منصوبے بنا رہی ہے اور بے خبری میں حملہ کرنے کے لئے منتظر ہے کیونکہ ان کی نظر میں تم کافر و مرتد ہو گئے ہو لہٰذا اس نعمت الٰہیہ (انگریزی حکومت کا وجود) کو قبول کرو اور اس کی قدر کرو اور یقینی طور سے جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں انگریزی حکومت صرف تمہاری بھلائی کے لئے اور تمہارے مفاد کے لئے قائم کی ہے اگر اس حکومت پر کوئی آفت آتی ہے تو وہ آفت تم پر نازل ہوگی اگر تم میرے قول کی صداقت کا ثبوت چاہتے ہو تو کسی اور حکومت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو۔ تب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون سی بدقسمتی تمہارا انتظار میں ہے۔ لیکن انگریزی حکومت اللہ کی رحمت اور برکت کا ایک پہلو ہے۔ یہ ایک ایسا قلعہ ہے جو خدا نے تمہاری حفاظت کے لئے تعمیر کیا ہے لہٰذا اپنے دلوں اور روح کی گہرائی میں اس کی قدر و قیمت کو تسلیم کرو۔ انگریز تمہارے لئے ان مسلمانوں کے مقابلے میں ہزار درجہ بہتر ہیں جو تم سے اختلافات رکھتے ہیں کیونکہ انگریز تمہیں ذلیل کرنا نہیں چاہتے نہ ہی وہ تمہیں قتل کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔"

(فرقہ کے لئے ایک قیمتی نصیحت، تبلیغ رسالت، از مرزا احمد، جلد اول صفحہ ۱۲۳، پر مندرجہ)

اپنی کتاب تریاق القلوب مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۲ء ضمیمہ ۳ میں حکومت عالیہ کے حضور میں ایک عاجزانہ التماس کے عنوان سے مرزا لکھتا ہے:

"عرصہ بیس سال سے میں نے دلی سرگرمی کے ساتھ فارسی عربی اردو اور انگریزی میں کتابیں شائع کرنا کبھی ترک نہیں کیا، جن میں میں نے بار بار واضح کیا ہے کہ مسلمانوں کا یہ فریضہ ہے کہ

کے لئے ایک برکت ہیں اور اس حکومت کے وفادار ہیں اور اس کی خدمت میں کوئی کمی نہیں چھوڑتے۔"

(انگریزی حکومت کے نام مرزا قادیانی کے تحریر کردہ ایک خط سے اقتباس)

غلام کہتا ہے:

"حقیقت میں یہ حکومت (یعنی انگریزی حکومت) ہم پر بڑی فیاض رہی ہے اور ہم اس کے شرمندۂ احسان ہیں۔ کیونکہ اگر ہم یہاں سے چلے جائیں (یعنی اگر ہم اس ملک سے باہر چلے جائیں) تو ہم مکہ یا قسطنطنیہ میں پناہ نہیں لے سکتے پھر ہم اس حکومت کے بارے میں بدخواہی کیسے کر سکتے ہیں۔" (ملفوظات احمد جلد اول صفحہ ۱۴۶)

وہ یہ بھی کہتا ہے:

ختم نبوت کانفرنس اتحاد ٹاؤن کراچی

کراچی۔ ۲ اگست ۹۱ء بروز جمعہ بعد نماز عشاء جامع مسجد عمر فاروق اتحاد ٹاؤن بلدیہ کراچی میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ یہ کانفرنس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عظیم مجاہد مولانا محمد عرفان قادری مدظلہ نے منعقد کرائی۔

کانفرنس کے انعقاد کے سلسلہ میں پورے بلدیہ ٹاؤن سعید آباد کراچی وغیرہ میں اشتہار لگائے گئے۔ مقامی علماء کرام کو بھی اس میں دعوت دی گئی۔ چنانچہ کانفرنس کے موقع پر جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنمایان تشریف فرما تھے یہ مقامی علماء کرام خصوصیت کے ساتھ مولانا حق نواز اور مولانا عطاء الرحمٰن صاحب مع احباب کے موجود تھے۔

تلاوت کلام پاک کے بعد مولانا عطاء الرحمٰن اور مولانا حق نواز نے تقریر فرمائی۔ بعد ازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنمایان جناب رانا محمد انور، مولانا منظور احمد الحسینی اور مولانا احمد میاں حمادی نے خطاب کیا۔ کانفرنس رات ۱ بجے اختتام پذیر ہوئی۔ کانفرنس خوب کامیاب رہی اس میں بلدیہ ٹاؤن کے عوام نے بھرپور حصہ لیا۔

خدا کی نظروں میں گنہگار بننے کے خوف سے اس حکومت کے تابعدار اور وفادار رعایا نہیں، "جہاد" میں کوئی حصہ نہ لیں اور خون کے پیاسے مہدی کا انتظار نہ کریں۔ اور نہ ہی ایسے واہموں پر یقین کریں جنہیں قرآنی ثبوتوں کی تائید کبھی حاصل نہیں ہو سکتی میں نے انہیں تنبیہ کی کہ اگر وہ اس غلطی کو رد کرنے سے انکار کرتے ہیں تو کم سے کم یہ تو ان کا فرض ہے کہ اس حکومت کے ناشکر گذار نہ بنیں، کیونکہ اس حکومت سے غداری کر کے خدا کی نظروں میں گنہگار نہ بنیں۔"

(صفحہ ۳۰۶)

اسی عاجزانہ التماس سے آگے کہا گیا ہے:

"اب اپنی فیاض طبع حکومت سے پوری جرأت مندی کے ساتھ یہ کہنے کا وقت آ گیا ہے کہ گزشتہ بیس سالوں میں میں نے یہ خدمات انجام دی ہیں اور ان کا مقابلہ انگریزی ہندوستان میں کسی بھی مسلم خاندان کی خدمات سے نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ لوگوں کو بیس سال جتنی طویل مدت تک یہ سبق پڑھانے میں ایسا استقلال کسی منافق یا خود غرض انسان کا کام نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ ایسے انسان کا کام ہے جس کا دل اس حکومت کی سچی وفاداری سے معمور ہے

صفحہ ۳۰۹ اور ۳۱۰ پر وہ کہتا ہے:

سکتا تھا۔ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ میں ہی مسیح موعود تھا۔ اور میرے رب نے ایک الہام میں مجھے عیسیٰ ابن مریم کہہ کر پکارا اور کہا:

"اے عیسیٰ میں تجھے اپنے پاس بلاؤں گا، تمہیں اپنے تک اٹھاؤں گا۔ اور تمہیں ان لوگوں سے پاک کروں گا، جنہوں نے کفر کیا۔ میں ان لوگوں کو جنہوں نے تمہارا اتباع کیا۔ ان لوگوں سے اونچا مرتبہ دوں گا۔ جو یوم القیامت پر ایمان نہیں لاتے، صفحہ ۳۰۹ اور ۳۱۰ پر وہ کہتا ہے۔

"میں حقیقت میں کہتا ہوں اور اس کا دعویٰ کرتا ہوں کہ میں مسلمانوں میں سرکار انگریزی کی رعایا میں سب سے زیادہ العدار اور وفادار ہوں کیونکہ تین چیزیں ایسی ہیں جنہوں نے انگریزی حکومت کے تئیں میری وفاداری کو اس درجہ بلندی تک پہنچانے میں میری رہبری کی ہے (۱) میرے والد مرحوم کا اثر (۲) اس فیاض حکومت کی مہربانیاں (۳) خدائی الہام"

مرزا نے شہادۃ القرآن کے ایک ضمیمہ میں "حکومت کی ہمدردانہ توجہ کے قابل ایک کلمہ" کے عنوان سے لکھا جس میں اس نے کہا:

"درحقیقت میرا مذہب جس کا میں لوگوں پر بار بار اظہار کر رہا ہوں یہ ہے کہ اسلام دو حصوں میں منقسم ہے پہلا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا دوسرا اس حکومت کی اطاعت کرنا جس نے امن و امان اور قانون قائم کیا اور اپنے بازو ہم پر پھیلائے اور ناانصافی سے ہماری حفاظت کی اور یہ حکومت انگریزی حکومت ہے۔"

(صفحہ س)

آگے وہ کہتا ہے کہ: "وہ اہم کام جس کے لیے اپنی نوجوانی سے گزر زمانہ حال تک جبکہ میری عمر ساٹھ سال کی ہو چکی ہے، میں خود اپنی ذات اپنی زبان اپنے قلم کو وقف کئے ہوئے ہوں یہ ہے کہ مسلمانوں کے دلوں کو محبت، خلوص اور انگریزی حکومت کے تئیں وفاداری کے راستے کی طرف رجوع کر دوں اور کچھ بیوقوف مسلمانوں کے دلوں سے جہاد جیسے ان دوسرے واہموں کو دور کر دوں جو انہیں خلوص پر مبنی دوستی اور اچھے تعلقات سے دور کرتے ہیں"۔ (صفحہ نمبر ۱۰)

باقی آئندہ

بقیہ :۔ ریاض میں کانفرنس

کو آزاد کرا کے دم لیں گے۔

الندوۃ العالمیہ للشباب الاسلامی کے اسسٹنٹ سیکرٹری جنرل ڈاکٹر ابراہیم القعید نے اپنے خطاب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور یہ تمہاری امت حقیقت میں ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں بس تم میری ہی عبادت کرو۔ (الانبیاء آیت نمبر ۹۲)

انہوں نے کہا کہ پوری دنیا کے مسلمان متحرک ہو چکے ہیں اور یہ سب تو حید کی برکت اور فیض ہے کہ ایک امت کی حیثیت سے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے دکھ درد کو اپنا دکھ درد محسوس کرتا ہے اور ایک دوسرے کی مدد میں تعاون ہی سے تمام مسلمان مل جل کر کفر سے مقابلہ کر کے جیت سکتے ہیں۔ اور اپنی آزادی کو قائم رکھ سکتے ہیں اور غلامی کا جوا اتار سکتے ہیں۔

صدارتی خطاب کے دوران صدر مجلس محمد کبیر بٹ نے رابطہ عالم اسلامی کے ذمہ داران کا شکریہ ادا کیا اور حاضرین کانفرنس کا بھی اور کہا کہ جموں کشمیر کے آزادی کی خاطر قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔ ان کی یہ قربانیاں رنگ لا کر رہیں گی اور وہ وقت دور نہیں کہ جب کشمیر اللہ کے فضل و کرم سے آزاد ہو کر رہے گا۔ آپ نے خبردار کیا کہ اس عظیم اور خالص اسلامی تحریک آزادی کو کچھ لوگ سوشلزم اور سیکولرازم سے متعلق کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جبکہ یہ ایک خالص اسلامی تحریک ہے اور کسی باطل نظریہ کا اس تحریک سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس تحریک میں شامل مسلمان صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ نے جذبۂ جہاد کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ یہ جذبہ جہاد ہی تھا کہ افغانستان پر روسی استعمار قابض نہ ہو سکا اور ان شاء اللہ کشمیری مجاہدین بھی جہاد افغانستان کی طرح کسی غیر اسلامی قوت کو غالب نہیں ہونے دیں گے اور یہ کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے اگر اسے کاٹ دیا گیا تو پاکستان کا زندہ رہنا مشکل ہو جائے گا۔

اس کانفرنس کی تقریب ڈاکٹر آصف قریشی کی دعا کے ساتھ اختتام کو پہنچی۔

بقیہ :۔ قادیانی مجرم اعظم ہیں

ان کے علاوہ بہت سا دیگر قیمتی سامان مثلاً وائرلیس سیٹ بمعہ چار جنگ انجن چار جنگ سیٹ بیٹری وغیرہ کروڑوں روپے کا سامان غصب کیا گیا فرقان بٹالین نے جو غداری و عیاری کی اندوہناک داستان کشمیر کے محاذ پر چھوڑی تھی اس پر مسلم کانفرنس کے سیکرٹری جنرل سردار آفتاب احمد چیخ اٹھا کہ اس فورس کی سرگرمیوں کا قصہ اتنا اندوہناک ہے کہ آپ اگر سنیں تو ہچکی بند ہو جائے خون کے آنسو بہہ نکلیں نہ جانے کتنے مخلص جانباز ان کی عیاریوں کی نذر ہو گئے۔

جب قادیانی مسئلہ کشمیر کے مجرم اعظم ہیں تو پھر ہم حکومت آزاد کشمیر سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے سرحدی علاقوں سے قادیانیوں کو ——— نکالیں اور آزاد کشمیر کے کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو علیحدہ کریں یہ آستینوں کے سانپ ہیں دوسرا مطالبہ ——— آزاد کشمیر کی تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں سے ہے کہ وہ قادیانیوں کے متعلق اپنی اپنی جماعتی پالیسی واضح کریں۔

بقیہ :۔ آپ کے مسائل

بن گئی ہے۔ جس میں نزدیک کے گھروں والے گندگی پھینک

دیتے ہیں، اور چھوٹے بچے اس جگہ کھیلتے کودتے ہیں اور عام شاہراہ بن گئی ہے۔ اب ہم نئی مسجد کی مزید تعمیر کے لئے سوچتے ہیں۔ لیکن پرانی مسجد کی حفاظت کا خیال نہیں ہے۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ آیا جو لوگ اس جگہ گندگی پھینک دیتے ہیں وہی گنہگار ہیں یا مسجد کے ساتھ تعلق رکھنے والے سارے گاؤں والے گنہگار ہیں اور کہاں تک گنہگار ہیں۔ مزید ہم کیا کریں؟

ج: مسجد کو معطل کر دینا اور اسے گندگی پھینکنے کے لئے استعمال کرنا حرام ہے۔ اور وہ تمام لوگ جو اس مسجد کو معطل کرنے کا سبب بنے اس گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ اس جگہ کو مسجد میں شامل کیا جائے۔ اور اس کے گرد دیوار بنائی جائے۔

بقیہ: ٹیلی ویژن کی لعنت

لگتا شروع ہو جاتا ہے عشق و محبت کے نغمے اور بوس و کنار کے مناظر دیکھ کر ان کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔ اور بے راہ روی، آزاد خیالی اور سرکشی کے جراثیم ان میں نشوونما پانے لگتے ہیں۔ اس کے علاوہ ملک کی اقتصادی حالت بگاڑنے میں بھی ٹیلی ویژن اور اس کے پروگراموں کا بڑا دخل ہے۔ اس لئے کہ ٹی وی پر ایسے امیر ترین معاشرہ کی منظر کشی کی جاتی ہے جس کا تناسب ہندو پاک جیسے غریب ملکوں میں شاید ۵ فیصدی بھی نہ ہو۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غریب دیکھنے والے بھی گنجائش نہ ہونے کے باوجود امیروں کی نقالی کرتے ہیں اور جنٹلمین فیشن ایبل بننے کی کوشش کرتے ہیں اور اس طرح ضروری کاموں میں خرچ کی جانے والی رقم فضول اور قطعاً واہیات قسم کے لباس اور فیشنوں میں لگا کر برباد کر دی جاتی ہے۔ اللھم احفظنا منہ۔

بدترین گناہ وہ ہے جس سے توبہ نہ کی جائے اور توبہ کی توفیق کے لئے ضروری ہے کہ اس گناہ کی شناعت و حرمت دل میں راسخ ہو۔ چونکہ ٹیلی ویژن کے عموم نے اس کی شناعت اور اس کے مفاسد ہمارے ذہنوں سے اوجھل کر دئیے ہیں اس لئے ہمارے خواب و خیال میں بھی کبھی یہ بات نہیں آتی کہ اس برائی سے ہمیں اپنے معاشرے کو پاک کرنا چاہئے۔ اور جو اللہ کے بندے خیر خواہی کے طور پر قوم کو اس جانب متوجہ کرتے ہیں تو انہیں رجعت پسند، قدامت پرست اور دقیانوس جیسے القاب سے نوازا جاتا ہے۔ اور انتہائی جسارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس مجموعہ معاصی کو شرعاً جائز قرار دینے کے لئے دنیا بھر کی تاویلیں کی جاتی ہیں یہ صورت حال انتہائی باعث تشویش اور قابل غور ہے اور ہمارے تاریک مستقبل اور بے دین معاشرہ کی عکاسی کرتی ہے۔ ہمیں ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہئے۔ اپنے گریبانوں کو ٹٹول کر صحیح سمت کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ اور جس طرح ہم اپنے جسمانی امراض کے علاج کے لئے تگ و دو کرتے ہیں، اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر اپنے اخلاقی، سماجی اور معاشرتی امراض کے علاج پر بھی توجہ صرف کرنی چاہئے۔ یہ ہماری شرعی و اخلاقی ذمہ داری ہے۔

بقیہ: کہوٹہ پر اسرائیلی حملہ

سے خود کو دور رکھیں۔ پروفیشنلز کی حیثیت سے وہ آئی ایس آئی کے مقام و مرتبے سے آگاہ ہیں۔ تاہم سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے دور میں آئی ایس آئی کو کم سے کم مدت میں توڑنے مروڑنے یا Subvert کرنے کی کوشش کی گئی آئی ایس آئی سے اس کے داستان ساز سربراہ جنرل حمید گل اور دوسرے اعلیٰ افسروں کی علیحدگی اور جنرل کلو کی نامزدگی توڑنے مروڑنے کے اس عمل کا حصہ تھی۔

دشمن نے بھارت کا دورہ کرنے والے ایک سابق افسر کے ذریعہ پاکستانی فوج کے موجودہ ۔ سٹرکچر کو تبدیل کرانے کی بھی کوشش کی اور پاکستان میں زونل کمانڈ کا نظریہ پیش کیا گیا تاکہ پاکستانی افواج کی مرکزیت ختم ہو جائے۔

بشکریہ تکبیر کراچی □

بقیہ: حضرت امیر شریعت

خوبی اور خوبی یہ بھی تھی کہ آنسوؤں کے تاگے میں قہقہوں کے رشتے میں آنسوؤں کی لوتی بقول محمد اقبال ان کی خطابت کا خلاصہ یہ تھا:

گہے گرا و چوں ابر بہارے
گہے خندہ او چو تیغ اصیلے

اللہ کریم نے آپ کو خطابت کے علاوہ بھی بہت سی خوبیوں سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپ میں خالد کی جرأت لقمان کی حکمت حاتم کی سخاوت غزالی علم و فضل اور فلسفہ حکمت ابن حجر عسقلانی کی ذہانت۔ امام ابن تیمیہ کا علم و تجربہ شاہ ولی اللہ کا فہم و ادراک سید احمد شہید کا جذبہ جہاد اور شاہ اسمٰعیل شہید کا جلال جھلکتا تھا اپنے دور کا یہ عظیم ترین خطیب نابغہ روزگار اور اسلامی تحریکوں کا سپہ سالار اعظم ملتان کے ایک تنگ و تاریک کرایہ کے مکان میں کلمہ طیبہ کا ورد کرتا ہوا خالق حقیقی سے جا ملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، تقریباً دو لاکھ انسان جنازہ میں شریک ہوئے نماز جنازہ کی امامت جانشین امیر شریعت حضرۃ اقدس مولینا سید ابو معاویہ ابوذر حسن بخاری نے پڑھائی۔

بقیہ: غیر اسلامی اخلاق

خلاصہ

اسلامی نظریہ جنگ سراسر امن و آشتی کا نظریہ ہے اس کا مقصد اللہ کا دین کے بول بالا، کفر و شرک کا خاتمہ، امن و امان کا قیام ہے، اسی لیے اسلامی جنگ کا طریقہ اور اس کی شرائط انسانیت کے شرف و وقار کو بڑھاتی ہیں۔ وہ جنگ کے دوران ظلم و عدوان، تخریب و فساد کو قطعاً پسند نہیں کرتا۔

غیر اسلامی تصور جنگ سراسر ظلم و جور فتنہ و فساد پر مبنی ہے اس کا مقصد لوٹ مار، شہرت و ناموری، ہوس اقتدار ہے۔ اس میں انسانی عزت و وقار کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی، ذاتی مفادات، خواہشات اس میں پیش نظر ہوتی ہیں اس لیے لڑائی میں حیوانیت و درندگی کا ثبوت ملتا ہے۔

بقیہ: شان الانبیاءؐ

اذان اور اقامت کہی۔ مجمع الفوائد) اور ساتویں ہی دن حضرت حسینؓ کے بال سر سے اتروائے اور ان بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کی (مجمع الفوائد)

۱۲: ایک مینڈھا ذبح کر کے حضرت حسینؓ کا عقیقہ کیا گیا۔ (مجمع الفوائد)

۱۳: ساتویں ہی دن حضرت حسینؓ کی ختنہ کرائی گئیں (مجمع الفوائد)

۱۴: حضرت حسینؓ کا جسم مبارک نبی کریمؐ کے جسم انور کے ساتھ بہت مشابہت رکھتا تھا۔

(البدایہ والنہایہ صفحہ نمبر ۱۵۰ جلد نمبر ۸)

قارئین کرام میں نے بالکل صاف اشارۃً ہی حضرت حسینؓ کے فضائل و مناقب کو جمع کیا ہے ورنہ بہت سی احادیث میں حضرت حسینؑ کی زندگی اور شہادت سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جب مسلمان نبی پاکؐ کا کلمہ پڑھتا ہے تو اس کے لیے لازم ہے کہ اس کو کسی کے سامنے سر خم نہیں کرنا چاہیے۔ اپنے سر کو خدا کے دین اور نبی پاکؐ کے ناموس کے لیے قربان کر دینا چاہیے۔ زبان پر یہ الفاظ ہوں

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

دہشت گرد و تخریب کار کون؟

کیا حکومت اِن کو کیفرِ کردار تک پہنچائے گی

پاکستان میں تخریب کاری، دہشت گردی، قتل و اغوا کی منظم وارداتوں پر پاکستان کا ہر شہری سراسیمگی اور خوف و ہراس کا شکار ہے۔ افسردہ، خوف زدہ اور پریشان ہے۔ ہر شخص چیخ اٹھا ہے کہ اس میں اسرائیل، بھارت اور امریکہ کے ایجنٹ ملوث ہیں۔ ملک عزیز کو دشمن جا کن حالات سے محض اس لیے دوچار کر رہا ہے کہ یہ طاقتیں پاکستان کی افواج اور پُرامن ایٹمی پلانٹ کو تباہ کرنا چاہتی ہیں۔ آئیے دیکھیے! ان پاکستان دشمن طاقتوں کا پاکستان میں ایجنٹ کون ہے؟

اسرائیل اور مرزائی

(۱) اسرائیل میں مرزائی مشن قائم ہے۔ (بجٹ آمد و خرچ تحریک جدید ۱۹۶۲-۶۳ء صفحہ ۴۴) اور اسرائیلی فوج میں چھ سو قادیانی ملازم ہیں۔ ([illegible])

(۲) اسرائیل میں مرزائی مشن کے انچارج کا اسرائیل کے صدر سے رابطہ ہوا ہے۔ (۱۴ جنوری ۱۹۸۶ء نوائے وقت لاہور)

بھارت اور مرزائی

(۱) مرزائی جماعت کے سربراہ مرزا بشیر [illegible] نے اعلان کیا کہ پاکستان و ہندوستان کی تقسیم عارضی ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ دوبارہ اکھنڈ ہندوستان بن جائے۔ (الفضل قادیان ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء)

(۲) مرزائی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت کی تقسیم غیر فطری ہے۔ اس تقسیم کو ختم کر کے ایک ہو جانا چاہیے۔

امریکہ اور مرزائی

(۱) امتناع قادیانیت آرڈیننس کو ختم کرانے کے لیے دباؤ اور امداد کی بندش و بحالی کو اس سے وابستہ کرنا۔

(۲) حالیہ فسادات و تخریب کاری اور دہشت گردی سے قبل ایک ماہ میں امریکی سفارت کاروں کا ربوہ میں تین بار آنا۔ مرزائی قیادت سے علیحدگی میں ملاقاتیں جن کی تفصیلات کا پاکستان کی ایجنسیوں کو بھی علم نہیں۔ (حالیہ اخبارات۔ جنگ، نوائے وقت لاہور)

جس طرح

دنیا بھر کے یہودی، مسلمان اور مسلم حکومتوں کے خلاف منظم سازشوں میں مصروف کار ہیں۔ اسی طرح قادیانی جماعت "سیاسی پناہ" کے نام سے منظم طریقے سے اپنے افراد کو تخریب کاری و دہشت گردی کی تربیت کے لیے بیرون ملک بھجوا رہی ہے۔ ان تخریب کاروں سے کرائے جانے کا یہ عمل مسلسل کئی سال سے جاری ہے۔

ان حالات میں

حکومت پاکستان اپنی ذمے داری کا احساس کرے، غیر ملکی ایجنٹ، سازشی گروہ پر مقدمہ چلائے اور قادیانی جماعت کو خلاف قانون قرار دے کر ان کے اثاثوں کو منجمد کرے۔

شعبۂ نشر و اشاعت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت (ملتان، پاکستان)

جنّت میں گھر بنائیے

ارشادِ نبویؐ

"جس نے اللہ کیلئے مسجد بنائی، اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنّت میں بنائینگے۔"

سب سے اچھی جگہ مسجدیں ہیں
——— الحدیث

پُرانی نمائش چوک پر واقع

"جامع مسجد بابُ الرحمت (ٹرسٹ)"

خستہ حالی اور بوسیدہ ہو جانے کی وجہ سے شہید کردی گئی ہے اور اب اس کی ازسرِ نو تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اہلِ خیر حضرات اس صدقہ جاریہ میں دل و جان سے حصّہ لیکر مسجد کی تعمیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ اس وقت نقد رقوم کے علاوہ سیمنٹ، لوہا، بجری، ریت اور متعلقہ تعمیری سامان کی اشد ضرورت ہے۔ جو دوست جس صورت میں بھی تعاون کرنا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

نوٹ:۔ واضح رہے کہ دفترِ ختمِ نبوت بھی اسی مسجد میں واقع ہے۔

جامع مسجد بابُ الرحمت (ٹرسٹ)

پُرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر ۳، فون نمبر:۔ ۷۷۸۰۳۳۷

اکاؤنٹ نمبر ۳۴۶۷ الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ